

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں  
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب .

سپیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان





۷۸۶  
۹۲-۱۱۰  
یا صاحب الزماں اور کئی



# بیک یا حسینؑ

نذر عباس  
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

## اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

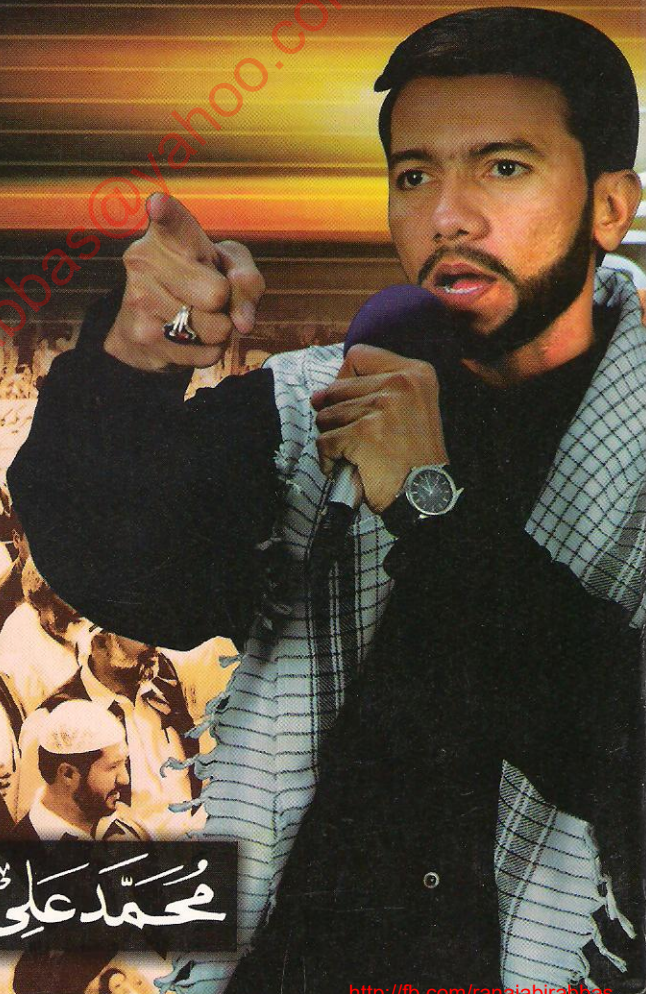
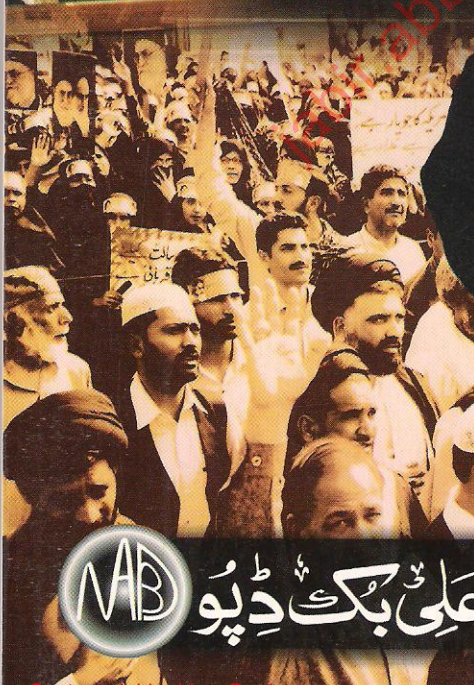
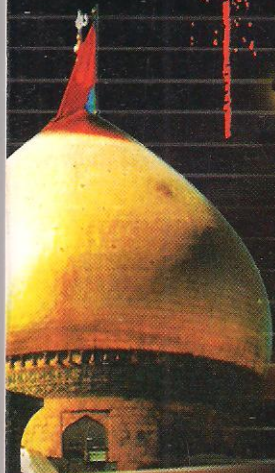
**SABIL-E-SAKINA**  
Unit#8,  
Latifabad Hyderabad  
Sindh, Pakistan.  
[www.sabeelesakina.page.tl](http://www.sabeelesakina.page.tl)  
[sabeelesakina@gmail.com](mailto:sabeelesakina@gmail.com)

[www.ziaraat.com](http://www.ziaraat.com)

NOT FOR COMMERCIAL



# بِیَاضٍ عَلَى صَفَدٍ



مُحَمَّدُ عَلِيٌّ بَكْتُ دِيُو



# بیاض علی صفر

الحسن یک ڈپو  
مسجد باب الحکم تاریخہ ناظم آباد  
کراچی فون: 6626074

محمد علی بک ڈپو

زہرا گارڈن، دوکان نمبر ۲، نزد حسن بیشر پبلک اسکول، بریٹروڈ، مولچر بازار کراچی۔

فون: 021-2242991

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب : بیاض علی صفدر

ترتیب و جمع آوری : آغا اطہر حسین

طبع اول : ۲۰۰۷

کپوزنگ / ڈیزائننگ : حیوانی پریس 0300-2343346

ناشر

محمد علی بک ڈپو

زہرا گارڈن، دوکان نمبر ۲، نزد حسن سینٹر پبلک اسکول، بریٹن روڈ، سولجر بازار کراچی۔

فون: 021-2242991

# اجازت نامہ برائے اشاعت بیاض علی صفدر

میں علی صفدر کتاب بیاض علی صفدر کے شائع کرنے کے تمام  
جملہ حقوق محمد علی بک ڈپو، سولجر بازار کراچی کو دیتا ہوں۔





# انتساب

سید الشہد الامام حسینؑ اور ان کے باوفا اصحاب کے نام

اور

دنیا کے تمام مظلومین اور محرومین کے نام

سورۃ فاتحہ

پروفیسر وفا کانپوری مرحوم، ریحان حسین رضوی مرحوم

محمود حیدر زیدی مرحوم، کاشف حیدر زیدی مرحوم

شہید ڈاکٹر کوثر حسین، مرزا سلیم حسین مرحوم

شہید رضوان حسین زیدی

- ۱۰ عرضِ ناشر
- ۱۱ منفرد انداز
- ۱۲ معراجِ بندگی
- ۱۳ عہدِ جدید کی نوحہ خوانی
- ۱۵ تاثرات ڈاکٹر ہلال نقوی
- ۱۶ پیغام سید فرحت بخشینی
- ۱۷ پیغام گھائل میرٹھی
- ۱۸ خادمِ اہلبیت علیٰ صفدر
- ۲۰ میں ہوں علیٰ کا بیٹا
- ۲۳ پنچتن کا نام لیں گے ہم
- ۲۵ میں روز شام کے بازار سے گزرتا ہوں
- ۲۹ یا علیٰ مشکل کشاء
- ۳۲ قید سے چھٹ کر حرمِ سوئے مدینہ چلے
- ۳۶ یا جناب سیدہ
- ۳۹ آرزو ہے یہ مولا (ع)
- ۴۱ اٹھو اے حسینی جو انواٹھو
- ۴۶ علیٰ علیٰ علیٰ موسیٰ الرضا
- ۴۸ آؤ ماتم کرو بی بی کی دعا لولوگو



- ۴۹ آواز آرہی ہے، آواز آرہی ہے
- ۵۲ دُعا کرو دُعا کرو دُعا کرو
- ۵۴ اے لشکرِ صاحبِ زماں (عج) آمدِ باش آمدِ باش
- ۵۸ ہائے حسینِ غریب
- ۶۱ اے زمینِ بے دگرِ خدا حافظ و ناصر
- ۶۳ کہتا ہے دل چلے ذرا، کربلا
- ۶۷ اللہ کی تلوار ہے زمینِ بے
- ۶۹ پر سہ لے لیجئے اے امامِ زماں (عج)
- ۷۱ السلام السلام اے شہدِ کربلا
- ۷۴ میں انتقام لوں گا میں انتقام لوں گا
- ۷۹ فریاد نہ کرنا، فریاد نہ کرنا
- ۸۱ مہلا مہلا یا ابنِ الزہرہ
- ۸۳ عاشقانِ مہدی (عج) کو کربلا بھاتی ہے
- ۸۷ یا امامِ زماں (عج)، یا امامِ زماں (عج)
- ۹۱ اسین مصطفیٰ اسین مرتضیٰ اسین فاطمہؑ مادرِ حسینؑ
- ۹۴ نیزے آتے ہیں تیر آتے ہیں
- ۹۷ شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
- ۱۰۱ آئیے اپنے مولّا سے باتیں کریں
- ۱۰۷ خدا را اذن دیجئے خدا را یا امام

- ۱۱۰ حسین حسین شاعرِ مہاشہادت افتخارِ ما
- ۱۱۳ الہی الہی قائم رہے یہ ماتم تا انقلاب قائم (ع)
- ۱۱۶ خدا حافظ خدا حافظ
- ۱۱۸ میں روحِ کربلا ہوں سفیرِ حسین ہوں
- ۱۲۱ یا حضرت صاحبِ الزماں (ع) ادرکنی
- ۱۲۴ اے میری بہن بے پردہ نہ پھر میں شرم سے گر گڑ جاتا ہوں
- ۱۲۵ اے خدا اے خدا ہے یہی آرزو
- ۱۲۹ آہ یازہرہ آہ یازہرہ
- ۱۳۲ ملت کے نوجوانوں حق کا علم اٹھاؤ
- ۱۳۴ اللہ اکبر حجتِ آخر جان پیسیر
- ۱۳۸ شہیدوں تم سے باقی ہے صد اللہ اکبر کی
- ۱۴۱ اے حسین آ جاؤ اے حسین آ جاؤ
- ۱۴۴ یا ابا عبد اللہ یا ابا عبد اللہ
- ۱۴۸ ہر صدی کا یہی پرچم ہے اسے لیکے چلو
- ۱۵۲ اے کاش اے کاش اے کاش
- ۱۵۴ یا امام زماں (ع)، یا امام زماں (ع)
- ۱۵۶ مرحبا مرحبا اے حسینی جوان
- ۱۵۹ نوح سنیں بغور یہ ملت کے نوجوان
- ۱۶۴ سن لے تمام فوج جفا میں حسین ہوں

۱۶۴ اے عاشقانِ حسینؑ اے عاشقانِ حسینؑ

۱۶۵ خدایا خدایا تا انقلابِ مہدی (عج)

۱۶۸ جہاں میں صبر کا ایک شاہکار ہے عابدؑ

۱۷۱ کر بلا جلوہ گزے طور ہے موسیٰ کیلئے

۱۷۴ کیا آس ہے

۱۷۵ نبی کا نور عین ہے

۱۷۷ حالِ غم سنا میں گئے جب امام (عج) آئیں گے

۱۸۱ کر بلا منتظر اب بھی ہے نہ تاخیر کریں

۱۸۴ اے قلب زہراؑ اے جانِ حیدرؑ

۱۸۶ **I AM HUSSAINI SOLDIER**

۱۸۹ اے میرے برادرِ ایمانی!

۱۹۰ اے فرشتوں مجھے کر بلا لے چلو

۱۹۲ علی خامنہ ای علی خامنہ ای

۱۹۴ کر بلا کے راستے کے راہیوں میں ہیں

۱۹۶ ایک ہوں مومن خدا کی شان و عظمت کے لیے

۱۹۹ **SON OF ALI (A.S)**

۲۰۰ خدا حافظ میری اماں

۲۰۲ اے کر بلا



۲۰۴

خدا حافظ خدا حافظ

۲۰۵

آج حزب اللہ جو لبنان کی پہچان ہے

۲۰۷

یہ جان حسینؑ کا صدقہ ہے اسے مولاً پر ہی وارو تم

۲۰۸

لیک خاندای

۲۱۰

یا امام (ع)

۲۱۱

انسانیت کا محسن

۲۱۳

اللہ مجھے لشکر مہدی (ع) سے ملادے

۲۱۵

مرتضیٰ ہے

## عرضِ ناشر

زیر نظر کتاب بیاضِ علی صفدر نوجوان نوحہ خواں علی صفدر کے ان نوحوں اور ترانوں پر مشتمل ہے جو انہوں نے گزشتہ بارہ سالوں میں مختلف کیسٹوں میں پڑھے ہیں۔ علی صفدر جو انقلابی و فکری نوحوں اور اپنے منفرد اندازِ نوحہ خوانی کی حیثیت سے نوجوانوں میں خاصے مقبول ہیں۔ امید ہے یہ کتاب ان تمام لوگوں کو ضرور پسند آئے گی جو علی صفدر کے نوحوں اور ان کے اندازِ بیاں کو پسند کرتے ہیں۔ کتاب کی کمپوزنگ میں اگر کوئی کوتاہی باقی رہ گئی ہو تو ادارہ اس کی پیشگی معذرت چاہتا ہے ہماری رہنمائی فرمائیے گا۔ انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں اسے درست فرمادیں گے۔

دعاؤں کے طلب گار

محمد علی بک ڈپو

## منفرد انداز

برادرِ عزیزِ علی صفدر رضوی ایک نوجوان محبِ اہل بیت اور نئی نسل کے مقبول نوحہ خواں ہیں۔ انہوں نے بہت کم عرصہ میں اپنی لگن اور اہل بیت اطہار سے پُر خلوص وابستگی کی بدولت نوحہ خوانی کی فضا میں اپنی پُرسوز آواز اور منفرد انداز سے ایک نمایاں مقام حاصل کیا۔ میں ان کے حق میں دعا کرتا رہتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اور اہل بیتؑ ان کی کاوشوں کو قبول فرما کے ان کے جوشِ مؤدت اور جذبہٴ خلوص میں اضافہ فرمائیں۔

علی صفدر کلام کا انتخاب بھی بہت کوشش اور محنت سے کرتے ہیں اور ان کے یہاں عام طور پر نہایت اہم اور ممتاز شاعروں کا معیاری کلام ملتا ہے جس کے حصول کے لیے ان کو اور عزیزم اطہر میاں کو بہت دوڑ دھوپ کرنی پڑتی ہے میں ان دونوں کے حق میں دعا کرتا ہوں۔

سرفراز آباد (امریکہ)



## معراج بندگی

ایک بندہ مومن کے لیے معراج بندگی اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے اقرار کے بعد باعثِ تخلیق کائنات عظیم ہستیوں یعنی سرور کونینؑ اور آلِ محمد صلوٰۃ اللہ علیہم کی ثنا اور اظہارِ مودت کو اپنی زندگی کا شعار بنائے رکھے کہ یہی توشہ آخرت اور سامانِ شفاعت ہے۔

جواس سال نوحہ خواں علی صفدر رضوی کو اللہ تعالیٰ نے سوزِ قلب اور تاثیرِ لحن سے نوازا اور انہوں نے اس عظیمہ ربانی کو مالکِ کون و مکان کے محبوب بندوں کی ثنا اور شہیدِ دینِ خدا امام حسینؑ کی عظیم قربانی اور مصائب کی اشاعت و ترویج کے لیے وقف کر دیا۔ انہیں مقبولیت بھی حاصل ہوئی اور مومنین کے وسیع حلقوں میں توقیر و احترام بھی!

حضرت محمدؐ اور آلِ محمدؑ کے فضائل و مصائب کا بیان کرنے کے لیے صرف قدرتِ اظہار ہی نہیں بلکہ قلب و روح کی گہرائیوں میں ان ہستیوں سے عقیدت اور محبت کا بے کراں سمندر بھی موجزن ہونا ضروری ہے۔ علی صفدر دل کی گہرائی سے اور خلوص کی سچائی سے اپنی آواز اور نامور شعرائے کرام کے الفاظ کو عرضِ مودت کا وسیلہ بناتے رہتے ہیں ان کا اختصاص یہ ہے کہ وہ عام روش سے گریز کرتے ہوئے اپنی نوحہ گزاری کو گلوکاری کے انداز سے الگ رکھتے ہیں اور تمام تر احترامات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ذواتِ مقدسہ کی خدمات میں پُرسہ پیش کرتے ہیں۔

میں اُن کے حق میں دعائے خیر کرتا ہوں اور ان کی توفیقات میں اضافے کے لیے بی بی سیدہ کی بارگاہ میں التماس گزار ہوں۔ حسن اکبر کمال

## عہدِ جدید کی نوحہ خوانی

آج کے اس دور میں جب نوجوان نسل اور بچے بے ہنگم موسیقی اور کیبل ٹی وی کے چینلز کے بحر میں گرفتار نظر آتے ہیں، وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ کربلا کرتے ہوئے عہدِ نو کے تقاضے پورے کئے جائیں۔ نوحہ خوانی ذکرِ کربلا اور پیامِ حسینؑ ابنِ علیؑ کے ابلاغ کا بے حد مؤثر ذریعہ ہے۔ ایسی طرزوں پر نوحے جو غناء سے بھی دور ہوں اور اُن میں سوز، ولولہ اور نیا پن بھی پایا جاتا ہو آج کی نسل میں زیادہ مقبول ہو سکتے ہیں۔

انہی عہدِ نو کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے جو نوحہ خواں دکھائی دیتے ہیں۔ اُن میں سرفہرست نام علی صفدر کا ہے۔ نوحہ خوانی کے جُدا انداز کے ساتھ وہ آج کے دور میں نوحہ خوانی کو صرف گریے کا ذریعہ نہیں سمجھتے بلکہ اُسے نہایت جرأت اور جوش و دبدبے کے ساتھ پیغامِ حسینیٰ پیش کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

علی صفدر کی نوحہ خوانی کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے زیادہ تر نوحے اپنے زمانے کے امام کے حوالے سے ہوتے ہیں۔ آج کے دور میں ذکرِ علیؑ و حسینؑ کرنے والے افراد تو بہت ہیں لیکن اپنے زمانے کے امام کا تذکرہ بہت کم کیا جاتا ہے۔ یعنی جس امام کی سلطنت میں ہم رہتے ہیں اور جس کا کھاتے ہیں اس کا ذکر کم سے کم کرتے ہیں۔ علی صفدر کی نوحہ خوانی یہ کمی پورا کرنے کی ایک اچھی کوشش

ہے۔ علی صفدر کی اپنے زمانے کے امام کے ذکر کی لگن میں شعرائے کرام کو اچھا راستہ دکھایا ہے اب شعرائے کرام ایسے نوے لکھ رہے ہیں جن کے آغاز میں کچھ بند امام زمانہ (عج) اور آج کے دور کے بارے میں اور پھر چار پانچ بند مصائب کے ہوتے ہیں۔ میں اب تک علی صفدر کے لیے تین نوے اور ایک ترانہ لکھ چکا ہوں۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور چہارہ معصومین کے صدقے اور امام زمانہ (عج) کے دستِ کرم کے طفیل وہ ذکرِ امام مہدی (عج) اور ذکرِ کربلا اسی مربوط انداز سے کرتے چلے جائیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب وہ زمینِ ذکرِ امام زمانہ (عج) پر آسمانِ کربلائے حسینؑ بیان کرتے ہوئے شہرت اور عزت کی بلندیوں پر پہنچ جائیں گے۔

مرثیہ گو شاعرِ اہل بیتؑ  
سید قمر حسین



## تاثرات ڈاکٹر ہلال نقوی

اردو زبان و ادب میں نوحہ نویسی کی بھی اپنی ایک باوقار تاریخ ہے نوحہ خوانوں نے اس فن کو عوامی سطح تک پہنچانے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے لیکن جس طرح کوئی بھی فن اور کوئی بھی تخلیقی جہت اپنی تہذیبی و تعمیری حدود سے نکل کر نمود و نمائش کی بے راہ روی کی طرف گامزن ہو جانے کے بعد اپنی روح کھودیتی ہے اسی طرح نوحہ لکھنے والوں اور پڑھنے والوں کی دنیا داریوں نے اس سنجیدہ اظہار کو بھی بہت نقصان پہنچایا۔ گروپ بندیوں اور گروہی مصلحتوں کے ان ہنگاموں میں اپنا پاؤں پھنسا کر آگے چلتے رہنا مجھے جیسے گوشہ نشینوں کے لیے بہت مشکل تھا یہی وجہ ہے کہ اپنی ادبی زندگی کا بیشتر حصہ سلام و نوحہ اور مرثیے کی دنیا میں بسر کرنے کے باوجود میں نے ایک طرح سے ان معاملات سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ یہ فن ایک ایسا طاہر و اطہر اور دیاندارانہ کام ہے کہ اس میں ریاکاروں کے ساتھ آگے چلنا مشکل ہے۔ عافیت اسی میں ہے کہ ان دنیا داروں سے الگ تھلگ رہا جائے البتہ کراچی جیسے بڑے شہر میں چند نوحہ خواں ایسے ضرور ہیں کہ جن میں محبت آمیز رویہ اور ان کا وصف ایمانیہ مجبور کر دیتا ہے کہ ان کے لیے نوحہ لکھ دیا جائے۔ گنتی کے ان دو چار پڑھنے والوں میں علی صفدر بھی شامل ہیں۔

علی صفدر تعلیم یافتہ نوجوان ہیں اس عمر کے نوحہ خوانوں میں عموماً سنجیدگی اور شائستگی کم ہی ہوتی ہے لیکن صفدر اپنے خاندانی پس منظر اور خاصانے خدا کے اس ذکر مقدس کی طہارتوں سے فیضیاب ہو کر آگے آئے ہیں اس فن کے ماہرین بتا سکیں گے

کہ ان کے فنِ نوحہ خوانی میں کتنے زاویے اور کتنے رنگ ہیں لیکن جو رنگ مجھے سب سے زیادہ اچھا لگتا ہے وہ ان کے خلوص کا رنگ ہے اگر آواز سے خلوص کی روشنی چھن جائے تو پھر اس میں سوزِ دل اپنی جگہ پیدا نہیں کر سکتا۔ علیٰ صفر کی نوحہ خوانی کا اثاثہ ان کا خلوص ہی ہے میری دعائیں ان کے اس سفر میں ان کے ساتھ ہیں۔

ڈاکٹر بلا ل نقوی

۱۶ جنوری ۲۰۰۷ء

عزاداری ہماری شہِ رگ حیات ہے (امام خمینیؒ)

عزاداری نام حریت کا علامہ عزاداری نام ہے مسلسل جدوجہد کا علامہ عزاداری نام ہے ظلم کے خلاف قیام کا جس کا عملی ثبوت امام مظلوم نے کربلا کے میدان میں پیش کیا۔ حسینؑ ابنِ علیؑ کی اس عظیم قربانی کا مقصد اپنے چاہنے والوں کو صرف مجلس و ماتم تک ہی محدود رکھنا نہیں تھا بلکہ اس عظیم قربانی کا مقصد عزاداروں کو آفاقی سوچ دینا تھا تاکہ وہ جذبہ شہادت سے سرشار رہیں اور ہر آنے والے دور میں یزیدِ عصر کے مدِ مقابل علمِ حسینیت بلند کریں۔ لہذا عزادارانِ حسینؑ کو چاہیے کہ ماتم و گریہ کے ساتھ ساتھ اسوہٗ حسینؑ پر عمل پیرا رہیں اور مقصدِ حسینؑ کو زندہ رکھیں۔

سید فرحت بخشینی

## پیغام گھاتل میرٹھی

جہاں تک میرا تاثر ہے نوحوں کے متعلق تو پہلے ہمیں دیکھنا یہ ہوگا کہ نوحے کے لغوی معنی کیا ہیں۔ جہاں تک میری یادداشت کا تعلق ہے اس کے مطابق نوحے کے معنی ہیں مردے کی صفات بیان کر کے مردے کے لئے اشک بہانا۔ لیکن ہمارے نوحے و ماتم کا مقصد خلاف مظالم یزیدی اور خلاف امت بے دیں ایک احتجاج ہے۔ جو ستم و جور شہدائے کربلا اسیران کربلا اور اہل بیت طہارت پر یہودیوں نے نہیں عیسائیوں نے نہیں منافقین نے کئے ہر زمانے کے علم میں لانے چاہیے تاکہ ہر عہد اس سے واقف ہو کہ مرثیہ خوانی سوز خوانی اور نوحہ خوانی بخیر و خوبی انجام دیتی چلی آرہی ہیں بے شک نوحہ درد و رنج دالم اور مصیبت کا بیاں ہے لیکن اس کے ساتھ نوحے میں شہدائے کربلا ائمہ معصومین کے علم و بصارت ان کی سوچ و فکر ان کے کردار و عمل کا تعارف بھی ضروری ہے اس سے تبلیغ مذہب ملت بھی ہوتی ہے اور نوحہ دعوت و کردار عمل بھی پیش کرتا ہے۔

نوحہ ذریعہ پیغام بھی ہے اور آج اس کی اشد ضرورت ہے اس کے ساتھ میں اپنے نوجوان نوحہ خانوں سے معذرت کے ساتھ دست بستہ گزارش کروں گا کہ خدا رانوحہ کو طریقہ دھن پر پیش کرنے سے گریز کریں چونکہ یہ نوحے کا مذاق اڑانا ہے۔ نوحوں کے بیان میں درد و سوز ہو۔ رنج و ہورقت ہو، نہ کہ نغمہ کی رنگ جہاں تک میرے لکھنے کا تعلق میں نوحہ لکھ ہی نہیں سکتا میں تو احتجاج خلاف ظلم کرتا ہوں جو ستم ہوئے آل رسول پر وہ لکھ دیتا ہوں۔ جو آج ہو رہے ہیں انکو بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ آپ پڑھتے ہیں اور لوگ سنتے ہیں بس اس ہی تک احتجاج کرتا ہوں۔

دعا گو

سید نجم الاسلام جعفری

گھاتل میرٹھی

## خادم اہل بیت علی صفدر

میں اپنے پروردگار کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایک انسان کی حیثیت سے اشرف المخلوقات میں پیدا کیا۔ مجھے عقل و شعور اور فکر و آگہی کی دولت سے مالا مال کیا۔ اس کے بعد میں درود و سلام بھیجتے ہوئے بی بی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں شکر ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے ذکر محمد و آل محمدؐ کرنے کے لیے ایک نوحہ خوان کی حیثیت سے میرا انتخاب کیا۔

میں اپنے ماں باپ کا بھی شکر ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے میری تربیت اس انداز سے کی کہ میں ایک ذاکر حسینؑ بنا۔ میرے ماں باپ ہی کی دعاؤں اور تربیت کا نتیجہ ہے کہ میری شناخت ذاکر حسینؑ نوحہ خوان کی حیثیت سے ہے۔

میں تمام شعرائے کرام کا بھی شکر یہ ادا کرتا ہوں جو اپنے قیمتی وقت میں سے نائم نکال کر میرے لیے کلام لکھتے ہیں۔ خصوصاً جناب پروفیسر حسن اکبر کمال صاحب کا میں تہہ دل سے ممنون و مشکور ہوں جنہوں نے اس سال دوران حج مکہ معظمہ سے میرے لیے نوحہ لکھا اور جناب سرفراز ابد صاحب جو امریکہ منتقل ہو گئے ہیں انہوں نے بھی امریکہ سے میرے لیے نوحہ تحریر کر کے بھیجے ہیں ان کا بھی شکر یہ ادا کرتا ہوں۔

برادر اطہر جو اس مشن میں میرے ساتھ لمحہ لمحہ ہوتے ہیں اور اس مشن میں ان کا شیر میرے ساتھ برابر کا ہے۔ خدا ان کی ہر جائز حاجت کو پورا کرے۔ الہی آمین۔

میں برادرانِ امامیہ (ناتھ کراچی) ربیعان بھائی مرحوم، محمود بھائی مرحوم،



کاشف بھائی مرحوم، ذوالفقار نقوی اور ڈاکٹر نجم الحسن کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جنہوں نے میری اس وقت رہنمائی فرمائی جب میں نے بچپن میں نوحہ خوانی کا آغاز کیا۔  
پیام اسلامی کلچر سینٹر کے برادر محمد کا میں تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے ایک مشکل وقت میں ہمیں سہارا دیا، خدا ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور یہ ادارہ اسی طرح اسلامی کلچر کو فروغ دیتا رہے۔

جناب صادق راجانی، عارف جعفری (پاک حیدری اسکاؤٹ)، غلام رضا بھوجانی، جناب قمر اللہ دتہ، برادر شاہد حسین (لندن)، برادر آصف، برادر رضاء، ڈاکٹر وجیہہ عباس رضوی، فضل عباس (معصومین کیبل نیٹ ورک) کی خدمات کو فراموش نہیں کر سکتا میں ان تمام لوگوں کا بھی مشکور ہوں۔

میں نئے پڑھنے والے نوحہ خوانوں کو یہی پیغام دوں گا کہ وہ اپنے پیش نظر صرف اور صرف خوشنودی بی بی زہرا سلام اللہ علیہا کو رکھیں اور کوشش کریں کہ اچھی اور معیاری شاعری کا انتخاب کریں اور کوئی ایک کلام ایسا ضرور ہو کہ جس میں پیغام کر بلا بھی ہوتا کہ ہم پُرسہ داری کے ساتھ ساتھ امام حسینؑ کی نصرت کا فریضہ بھی انجام دے سکیں۔  
اور آخر میں خدا کے حضور دُعا ہے کہ خدا مجھے خلوص نیت اور معرفت کے ساتھ ذکر محمد وآل محمد کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

ناشر محمد علی بک ڈپو کوثر عا اور قانوناً حق حاصل ہے کہ وہ میرے نوے اور ترانے کے مجموعے کو شائع کریں۔

محتاج دعا

علی صفدر

## میں ہوں علیؑ کا بیٹا

شاعر: سرفراز ابد

میں ہوں علیؑ کا بیٹا ... میرے سامنے نہ آنا

ہے نجف میرا ٹھکانہ ... میرے سامنے نہ آنا

میں ہوں والی مدینہ ... میرے سامنے نہ آنا

میں چلا ہوں کربلا سے وہی ذوالفقار لے کر

وہی عزم میرے دل میں ہے وہی ہے جہاد اکبرؑ

مگر اب نہ چل سکیں گے وہ ستم کے تیغ و خنجر

مجھے اب نہ آزمانا ... میرے سامنے نہ آنا

ہوا ختم پھر فسانہ ... میرے سامنے نہ آنا

میں ہوں والی مدینہ ... میرے سامنے نہ آنا

وہی اصغرؑ تبسم وہی اکبرؑ تکلم

وہی ہوگی جنگِ قاسمؑ وہی میں ہوں اور وہی تم

مگر اب سنے گی دنیا میری تیغ کا ترنم

اے مزاجِ مجرمانہ ... میرے سامنے نہ آنا

تجھے قبر میں ہے جانا ... میرے سامنے نہ آنا

میں ہوں والی مدینہ ... میرے سامنے نہ آنا

وہی زور بازوؤں میں وہی فکرِ محترم ہے  
 میرے ہاتھ میں بھی دیکھو وہی غازی کا علم ہے  
 یہ یادِ علقمہ ہے میری آنکھ میں جو نم ہے  
 ہے فرات مجھ کو لانا میرے سامنے نہ آنا  
 گیا دورِ قاتلانہ میرے سامنے نہ آنا  
 میں ہوں والی مدینہ میرے سامنے نہ آنا

میرے سامنے کرے اب ذرا وہ سوالِ بیعت  
 وہ یزید اب کہاں ہے وہ کہاں ہے اسکی طاقت  
 پھر حسین آگیا ہے کرد پھر سے وہی جرات  
 نہ چلے گا اب بہانہ میرے سامنے نہ آنا  
 میں کروں گا سب روانہ میرے سامنے نہ آنا  
 میں ہوں والی مدینہ میرے سامنے نہ آنا

میری آنکھ میں ہے منظر اُسی ظلمِ ناروا کے  
 میرے سامنے پڑے ہیں یہ جو بے گناہ لاشے  
 جو بہایا خون تو نے جو دکھائے ہیں تماشے  
 وہی نقش ہیں مٹانا میرے سامنے نہ آنا  
 اے گروہِ بزدلانہ میرے سامنے نہ آنا  
 میں ہوں والی مدینہ میرے سامنے نہ آنا

میں بدلنے آگیا ہوں تیری ہر روش کو ظالم  
یہ مینار و محل تیرے نہ رہیں گے اب کے سالم  
میری تیغ کی نظر میں ہے ہر اک طرح کا مجرم  
ہے نظامِ عدل لانا میرے سامنے نہ آنا  
مجھے کفر ہے مٹانا میرے سامنے نہ آنا  
میں ہوں والی مدینہ میرے سامنے نہ آنا

میرے دل میں رو رہا ہے غم بے ردائی اب تک  
میری چشمِ نم میں دیکھو ہے وہی دُہائی اب تک  
وہ تمانچے اور وہ دُڑے وہی بے نوائی اب تک  
اب اُٹھا کے تازیانہ میرے سامنے نہ آنا  
وہ چلا گیا زمانہ میرے سامنے نہ آنا  
میں ہوں والی مدینہ میرے سامنے نہ آنا

نہ بھلا سکوں گا ہرگز میں وہ بے ردائیوں کو  
میری تشنہ لب سکینہ تیری بے نوائیوں کو  
وہ بندھی تھی جن میں رسی تیری ان کلائیوں کو  
مجھے یاد مت دلانا میرے سامنے نہ آنا  
اے مزاجِ شامیانا میرے سامنے نہ آنا  
میں ہوں والی مدینہ میرے سامنے نہ آنا



زہرا ہیں خاتونِ اِرم، گیارہ اماموں کی ہیں ماں  
 بابا ہیں بانی دین کے، یہ دین کی ہیں پاسباں  
 بعدِ نبی جھیلے ستم، پیہم رہیں گریہ کنناں  
 سیدہ کو پرسہ دیں گے ہم پنجتن کا نام لیں گے

یہ دختر شیرِ خدا، جو ہدمِ شیر ہے  
 روحِ عبادتِ مومنو، ہے تو غمِ شیر ہے  
 میراثِ زینب کی تو ہے، جو ماتمِ شیر ہے  
 تاقیامت جو کریں گے ہم پنجتن کا نام لیں گے

تاریخ میں پیکرِ وفا کا، حضرت عباس ہیں  
 ثانیِ علی مرتضیٰ کا، حضرت عباس ہیں  
 تھامے علمِ شیرِ خدا کا، حضرت عباس ہیں  
 یہ علم اونچا رکھیں گے ہم پنجتن کا نام لیں گے

تھا شام کے بازار میں، آلِ نبی کا کارواں  
 تھے حضرت سجاد کی، آنکھوں سے اشکِ خوں رواں  
 گردن میں طوقِ آہنی، پیروں میں زنجیرِ گراں  
 آنسوؤں کی نذر دیں گے ہم پنجتن کا نام لیں گے

دیکھے طمانچوں کے نشاں، جو پھول سے رخسار پر  
 تو اک نیا ٹوٹا ستم یہ علیٰ بیمار پر  
 اے سیدہ چھائی خزاں ہے آپ کے گلزار پر  
 کربلا زندہ رکھیں گے ہم شجتن کا نام لیں گے  
 ہے کربلا تحریک بھی تعلیم بھی پیغام بھی  
 جب تک ہیں یہ کون و مکاں، شبیر کا ہے نام بھی  
 دائم اسی کے دم سے ہے زندہ کمال اسلام بھی  
 جادۂ حق پر چلیں گے ہم شجتن کا نام لیں گے

میں روز شام کے بازار سے گزرتا ہوں  
 شاعر: قمر حسنین قمر

گزر رہی ہے جو غیبت میں کربلا یہ ہے  
 قمر امام زمانہ (عج) کا مرثیہ یہ ہے

سنو یہ پردہ غیبت سے کہہ رہے ہیں امام (ع)  
مرے وجود کے اندر ہے کربلا کا قیام  
کھلے سروں کی اسیری ہے جل رہے ہیں خیام  
کسی بھی طرح گذرتی نہیں ہے میری شام

میں قلبِ عابدِ مضطر کو یاد کرتا ہوں

میں روزِ شام کے بازار سے گذرتا ہوں

میں دیکھتا ہوں یہاں جب سجے ہوئے بازار

تو یاد آتی ہے تشہیرِ عترتِ اطہار

علیٰ کی بیٹیاں، ہر سمت مجمعِ اغیار

یہاں سے گذرے تھے کس طرح عابدِ بیمار

میں قلبِ عابدِ مضطر کو یاد کرتا ہوں

میں روزِ شام کے بازار سے گذرتا ہوں

ہے میرے سامنے بازارِ شام کا منظر

سروں پہ زینب و کلثوم کے نہیں چادر

ٹھکی ہیں گردنیں غیرت کا بار ہے سر پر

رہوں میں پردہ غیبت میں چین سے کیوں کر

میں قلبِ عابدِ مضطر کو یاد کرتا ہوں

میں روزِ شام کے بازار سے گذرتا ہوں

امام جس کی نظر میں تھی بس رضائے خدا  
 دلانہ سکتا تھا پھمپیوں کو وہ کسی سے ردا  
 دفاع کر نہیں سکتا تھا جو سکینہ کا  
 ہر اک طمانچہ پہ عابد کا تن لرزتا تھا  
 میں قلبِ عابدِ مضطر کو یاد کرتا ہوں

میں روزِ شام کے بازار سے گذرتا ہوں  
 تھا جس کے سامنے بچوں کے دل کا خوف و ہراس  
 کھلے سروں کی غریبی کا جس کو تھا احساس  
 نہ بچھ سکی کبھی چونتیس سال جس کی پیاس  
 وہ جس کو یاد بہت آتے تھے بچا عباس

میں قلبِ عابدِ مضطر کو یاد کرتا ہوں  
 میں روزِ شام کے بازار سے گذرتا ہوں  
 میں دیکھتا ہوں وہ گردن اٹھا نہیں سکتا  
 وہ بیبیوں کو ردا نہیں دلا نہیں سکتا  
 وہ جھڑکیوں سے کسی کو بچا نہیں سکتا  
 وہ اپنا درد کسی کو بتا نہیں سکتا

میں قلبِ عابدِ مضطر کو یاد کرتا ہوں  
 میں روزِ شام کے بازار سے گذرتا ہوں



ہجومِ کرب میں زین العباء کا سینہ ہے  
 وہ جس نے اور بھی چونتیس سال جینا ہے  
 وہ جس کے ذہن میں لاشِ شہید مدینہ ہے  
 وہ جس کی آنکھوں میں سہمی ہوئی سکینہ ہے

میں قلبِ عابدِ مضطر کو یاد کرتا ہوں

میں روزِ شام کے بازار سے گذرتا ہوں

وہ جس کے صبر پہ مظلومیت بھی روتی تھی  
 خلش کا تیر جسے بے کسی چھوتی تھی  
 بہتِ طویل جو زنداں میں رات ہوتی تھی  
 وہ دیکھتا تھا سکینہ زین پہ سوتی تھی

میں قلبِ عابدِ مضطر کو یاد کرتا ہوں

میں روزِ شام کے بازار سے گذرتا ہوں

ملول مائیں تھیں اونٹوں پہ مضطرب بچے  
 رُخِ امام کو سب دیکھتے تھے حسرت سے  
 جو خود ہو طوق و سلاسل میں کیا مدد وہ کرے  
 بندھے تھے ہاتھ بھی مشکل کشاء کی بیٹی کے

میں قلبِ عابدِ مضطر کو یاد کرتا ہوں

میں روزِ شام کے بازار سے گذرتا ہوں

یزیدی جس سے کہ طنزاً کلام کرتے تھے  
 اذیتوں کے لیے اہتمام کرتے تھے  
 حرم کی جس کے وہ تشہیر عام کرتے تھے  
 وہ جس کے صبر کو پتھر سلام کرتے تھے

میں قلبِ عابدِ مضطر کو یاد کرتا ہوں

میں روزِ شام کے بازار سے گذرتا ہوں

روشِ یہ عام ہے محفل میں جائیں بے پردہ  
 دکھائی دیتی ہیں سڑکوں پہ لائیں بے پردہ  
 جو غم میں شام کے آنسو بہائیں بے پردہ  
 اور اپنی بہنوں کو مجلس میں لائیں بے پردہ

میں قلبِ عابدِ مضطر کو یاد کرتا ہوں

میں روزِ شام کے بازار سے گذرتا ہوں

## یاعلیٰ مشکلِ کشاء

شاعر: قمرِ حسنین قمر

یاعلیٰ مشکلِ کشاء آؤ مدد کے واسطے

ساری دنیا کر رہی ہے استغاثہ آپ سے

ہم درِ علمِ نبیؐ سے علم کا سامان لیں  
 عزمِ میثم سے ملے سلمانؑ سے ایمان لیں  
 عرصہٴ غیبت میں کیا ہے فرض ہم یہ جان لیں  
 وہ نظر دو ہم امام عصر (ع) کو پہچان لیں  
 سامرہ کی منزلیں طے ہوں نجف کے راستے

جس سے اوروں کی مدد ہو ایسی دولت چاہیے  
 دین کے جو کام آئے ایسی شہرت چاہیے  
 جو ہو مظلوموں کی حامی ایسی طاقت چاہیے  
 حوصلہ قاسم کا اکبرؑ کی شجاعت چاہیے

پرچمِ عباسؑ کا سایہ سدا سر پر رہے  
 فکر کی تطہیر کر دو علم و حکمت کے لیے  
 دل میں بھر دو روشنی اپنی موڈت کے لیے  
 حوصلہ دو حضرتِ حجت (ع) کی نصرت کے لیے  
 یا علیؑ اولاد دو ہم کو شہادت کے لیے

دل میں ماؤں کے ہوں جذبے کر بلا کی ماؤں کے

ہو میرے بچے کے دل پر یا علیٰ لکھا ہوا  
 سامنے ہو اک وفا کا آئینہ لکھا ہوا  
 مجلسِ شیر کی آغوش میں پلتا ہوا  
 ہو بڑا یہ کربلا کا قاعدہ پڑھتا ہوا  
 باعمل عالم بنے یہ مجلسوں کے علم سے  
 جس کی زینت ہو عزا خانہ عطا ہو ایسا گھر  
 ایسی صحت دو کرے مضبوط جو قلب و نظر  
 رزق ایسا دو کہ جس میں ہو تبرک کا اثر  
 ایسی چادر دو کہ جو ڈھک دے کھلے ہیں جتنے سر  
 ذہن سے جاتے نہیں ہیں اب بھی منظرِ شام کے  
 کربلا کی ہے زمیں لاشوں پہ لاشے ہیں یہاں  
 مضطرب زینب ہیں مقتل میں گیا جب سے جواں  
 منتظر نورِ نظر کی ہے درِ خیمہ پہ ماں  
 کھینچتا ہے باپ اب بیٹے کے سینے سے سناں  
 وقت ہے دشوار دونوں کے جگر میں درد ہے

اس بھرے گھر کو نظر کس کی نہ جانے کھا گئی  
 ڈھل گیا مقتل میں دنِ شامِ غریباں چھا گئی  
 سوئے خیمہ آمدِ افواجِ دل دہلا گئی  
 آگ بڑھ کر آخری خیمے کے اندر آگئی  
 زینب و کلثوم کی چادر بچانے کے لیے

ایک ہے بے کس سکیہ اور ہزاروں جھڑکیاں  
 بہہ رہا ہے خونِ کانوں سے چھنی ہیں بالیاں  
 آنکھ میں آنسو ہیں اور منہ پر طمانچوں کے نشان  
 فاتحِ خیبر کی پوتی کو نہیں ملتی اماں  
 ہے نجف کی سمت بچی ہاتھ پھیلانے ہوئے

مصطفیٰ کی بیٹیاں ہیں اور دربارِ لعین  
 عترتِ اطہار ہے اور سات سو گرسی نشین  
 بازوؤں میں رسیاں ہیں چادریں سر پر نہیں  
 آگیا جب آخری در گر گئیں زینب وہیں  
 بنتِ زہرا کے لیے یہ مرحلہ دشوار ہے

شام کے زندان میں بالی سکینہ ہے اداس  
 کہہ رہی ہے سب سے یہ پہنے یتیمی کا لباس  
 میرے ہونٹوں پر رہے گی اب علی اصغر کی پیاس  
 قید خانے سے نکل کر جاؤں گی صغرا کے پاس  
 آرہی ہے ایک بچی کی صدا زندان سے

شام کی دشوار راہوں پر چلے ہیں قافلے  
 دل دہل جاتے ہیں اب سیدانیوں کے بین سے  
 ایک ہی رسی سے ہیں باندھے گئے سب کے گلے  
 ہیں بندھے بازو پس گردن سر اقدس کھلے  
 شرم اور غیرت کی زنجیروں میں ہیں جکڑے ہوئے

ہے زمیں پر اب قمر عدل و اماں کا انتظار  
 غلبہ نصرانیت ہے اور یہودی انتشار  
 اٹھ نہیں سکتا کسی سے وقت کے خیر کا بار  
 بھیج دو مولا علیؑ پوتے کو دے کر ذوالفقار  
 انتقام کر بلا کا مرحلہ درپیش ہے



## قید سے چھٹ کر حرم سوئے مدینہ چلے

شاعر: شاہد نقوی

مقصدِ کرب و بلا دہر کو سمجھا چلے  
قوتِ عزمِ حسینؑ لوگوں کو دکھلا چلے

پرچمِ دینِ خدا شام میں لہرا چلے

آئے تھے جس کام سے اہل حرم شام تک

اب اسے پہنچا چکے آخری انجام تک

توڑ چلے زعمِ ظلم، قصرِ ستم ڈھا چلے

پہلے اسیرانِ غم کرب و بلا جائیں گے

اپنے شہیدوں کو اب شان سے دفنائیں گے

چھوٹی سی اک لاش کو شام میں دفنا چلے

دشت میں چھوڑ آئی تھی بھائی کا لاشہ بہن

زیبِ خستہ جگر لے کے چلی ہے کفن

اب تو بہن بھائی کو شان سے دفنا چلے

قافلے کے ساتھ ہیں علیٰ زار و حزیں

اپنے خیالوں میں غرق اپنی خبر تک نہیں

جیسے مسافر کوئی راہ میں تنہا چلے

زینب و سجاد ہیں شارحِ فکرِ حسین  
 ان کے فرائض میں ہے ذکرِ شہِ مشرقین  
 پہنچے گا شیر تک ذکر کسی کا چلے  
 سب کے تصور میں ہے شہرِ نبی کا سماں  
 دیکھتی ہے سب کا منہ اصغرِ ناداں کی ماں  
 کوکھ جلی کس طرح جانبِ صغرا چلے  
 کیا ہوا اصغر میرا پوچھے گی صغرا یہ جب  
 دیں گے اسے کیا جواب سوچ میں ہیں سب کے سب  
 گودیں تو خالی ہیں عذر کوئی کیا چلے  
 اب تو سکینہ رہی اور نہ بے شیر ہے  
 بہرِ رباب اب تو بس روضہ شیر ہے  
 رہ گیا کیا اس کے پاس کیسے یہ دکھیا چلے  
 سینہ شہد میں ہے ایک طلاطم بپا  
 چشمِ تصور میں ہے قافلہ کرب و بلا  
 روتے ہیں خود قلب و روح آگے قلم کیا چلے

## یا جناب سیدہ

شاعر: سرفراز آباد

یا جناب سیدہ یا جناب سیدہ

آپ کے در پہ ہے یہ میری دعا

مجھ کو عشق مہدیؑ، دوراں ملے

کر رہا ہوں نذر اپنے حوصلے

آپ کی تائید مجھ کو چاہیے

نصرت دین الہی کے لیے

ہو رہے ہیں دین پر ظلم و ستم

مومنوں کو ہے مصیبت دم بدم

منتظر ہیں آپ کے بیٹے کے ہم

لے کے آئیں گے وہی تیغ و علم

کربلا میں خوں کا ہے دریا رواں

ہے نجف بھی ان دنوں نوحہ کناں

سہمہ رہا ہے شہر مشہد سختیاں

الامان الامان الامان

دیں ہے رسوا کوچہ و بازار میں  
 ہے مسلمان محفلِ اغیار میں  
 ڈھیر فتوؤں کے ہیں پھر دربار میں  
 ہم کھڑے ہیں آپ کی سرکار میں

شہ کے ماتم دار ہیں محوِ جہاد  
 ہے مقابل آج بھی ابنِ زیاد  
 پرچمِ غازی اٹھا کر بامراد  
 سب مصائب آپ کے کرتے ہیں یاد

آپ کے سائے میں ہم کو غم نہیں  
 گھر ہیں ویراں وہ جہاں ماتم نہیں  
 اور اگر ماتم نہیں تو ہم نہیں  
 یہ عبادت تو کسی سے کم نہیں

آپ کا ہم کو سہارا چاہیے  
 خون اس غم کو ہمارا چاہیے  
 حُر کی قسمت کا ستارا چاہیے  
 ہم کو مہدی (ع) کا اشارہ چاہیے

ہم علی اصغرؑ کے ماتم دار ہیں

عالیٰ بیمار کے غم خوار ہیں

جاں دینے کے لیے تیار ہیں

لشکرِ حق کے لیے مختار ہیں

کشتہ رنج و بلا کا واسطہ

تشنہ لب کا بے نوا کا واسطہ

غازی کرب و بلا کا واسطہ

تم کو زینبؑ کی ردا کا واسطہ

ماتم شہیدؑ یہ جاری رہے

حشر تک باقی عزاداری رہے

ظلم پر مظلومیت بھاری رہے

ظالموں پر خوف یہ طاری رہے

نازاں چشم تر پہ فریادی ابد

غم اٹھائے سر پہ فریادی ابد

چھوڑ کے سب گھر پہ فریادی ابد

آیا تیرے در پہ فریادی ابد

## آرزو ہے یہ مولا (ع)

شاعر: علی انصاری رضوی

ظلم و جبر کے حملے بیکسوں پہ جاری ہیں  
عدل سے عدالت سے منصفین عاری ہیں  
کیا بتائیں اے مولا (ع) زخم اتنے کاری ہیں  
اب تو آپ آجائیں قصہ مختصر مولا (ع)

مسجدیں مقاتل میں ڈھلتی جا رہی ہیں سب  
کب تھا ذہنِ انساں میں بندگی کا یہ مطلب  
دین کو مٹا دیں گے عصرِ نو کے یہ مرحب  
غیب سے نکل آئیں اب تو جلد تر مولا (ع)

قبرِ فاطمہ زہراؑ سائبان کو تر سے ہے  
چشمِ مصطفیٰؐ سے خوں مثلِ ابر سے ہے  
بغضِ کلمہ گو یوں کو آپ ہی کے گھر سے ہے  
ہر طرف اندھیرا ہے دیجئے سحر مولا (ع)

زد پہ ہے عزاداری فتویٰ ساز لوگوں کے  
 فرض و مستحب میں ہیں سلسلے اذانوں کے  
 ہو گئے عقیدے دو کتنے خاندانوں کے  
 پھر سے قوم ہو اپنی شیر اور شکر مولا (ع)

خمس ہم لہو کا دیں اُنکو ہے پریشانی  
 نوے غم کے ہم لکھیں اُن کو ہے پریشانی  
 مجلسوں میں ہم جاگیں ان کو پریشانی  
 کون ہم کو روکے گا آپ ہوں اگر مولا (ع)

بھیج کر عریضے ہم انتظار کرتے ہیں  
 آپ آنے والے ہیں اعتبار کرتے ہیں  
 ماتمی جوانوں سے آپ پیار کرتے ہیں  
 ہم کو فرشِ غم پر بھی دیکھیں اک نظر مولا (ع)

کربلا کا ہر منظر آپ سے نہیں پنہاں  
 سینہ علی اکبرؑ آپ سے نہیں پنہاں  
 حلقِ بے زباں اصغرؑ آپ سے نہیں پنہاں  
 جلد کاٹے آکر قاتلوں کے سر مولا (ع)



چادروں کے لٹنے سے شمر کے طہانچوں تک  
 تشنہ لب یتیموں سے شعلہ بار خیموں تک  
 بازوئے بریدہ سے بے مزار لاشوں تک  
 اب ظہور کر دیجئے سب ہیں منتظر مولا (ع)

ناحیہ زیارت میں جس پہ آپ روتے ہیں  
 اور حجابِ غیبت میں جس پہ آپ روتے ہیں  
 مرگیا جو غربت میں جس پہ آپ روتے ہیں  
 آئیے کریں گریہ مل کے عمر بھر مولا (ع)

انصرِ حزیں پر ہے شدتِ الم طاری  
 ہے صدائے مضطر میں ایسا رنج و غم طاری  
 آپ کے محبوبوں پر غم ہے دم بدم طاری  
 پرسہ لیجئے ہم سے فرشِ خاک پر مولا (ع)

اٹھو اے حسینی جوانو اٹھو

شاعر: ہلال نقوی

ظہورِ امامِ زماں (عج) ہے قریب

یہی ہے جوازِ ظہور امام  
کہ چاروں طرف آج ہے قتل عام  
ہے شعلوں میں دیکھو خدائی نظام  
تباہی کی زد پر ہے ملت تمام

قیامت سے اب یہ جہاں ہے قریب

ظہورِ اُمّیں زماں (عج) کی قسم  
اگر یہ مسلمان ہوئے نہ بہم  
تو سب کو مٹا دے گا دستِ ستم  
اگر اب بھی جاگی نہ روحِ اُمم

تو پھر اک قیامت یہاں ہے قریب

اٹھو پھر قیامت کا یہ وقت ہے  
علیٰ کی اطاعت کا یہ وقت ہے  
حسینیؑ عبادت کا یہ وقت ہے  
انہی کی نیابت کا یہ وقت ہے

شہادت کا اب امتحان ہے قریب

حسینی جوانو تمہارا علم  
وفا کی علامت، وفا کا حشم  
جو سائے میں اُسکے تمہارے قدم  
اگر یوں ہی بڑھتے رہے دم بدم  
تو منزل سے یہ کارواں ہے قریب  
وہ دیکھو سوئے کربلا کارواں  
ہے نذرِ شہادت ہر اک جسم و جاں  
رہی خشک ہونٹوں پہ اُن کے اذان  
نہیں چاہیے اُن کو نہر رواں  
اگرچہ یہ نہر رواں ہے قریب  
یہ آواز اکبر کی فانی نہیں  
صداقت کی گر حکمرانی نہیں  
تو ایسے میں جینے کی ٹھانی نہیں  
عزیز ان کو اپنی جوانی نہیں  
کہ سینے سے نوکِ سناں ہے قریب

وہ دیکھو کے مقتل میں ہے شور و شین  
 ہیں چاروں طرف بیبیوں کے بھی بین  
 مگر کم نہیں صبر کی زیب و زین  
 کے رن میں اکیلے کھڑے ہیں حسین  
 نہ بہنیں نہ بھائی نہ ماں ہے قریب

ہوئی عصرِ عاشور جب خوں فشاں  
 ڈھلا دن ہوئی شامِ مقتل عیاں  
 صدا آئی زینب کی یہ ناگہاں  
 نمازی مرے سو گئے سب کہاں  
 اٹھو اب کہ وقتِ ازاں ہے قریب

نہ اب کربلا ہے نہ مقتل کی شام  
 انہیں رو رہی ہیں یہ صدیاں تمام  
 ہمیں لے کے چلنا ہے ان کا پیام  
 کرے سر پرستی ظہورِ امام (ع)  
 کہ ہم سے یہی آستان ہے قریب

نہیں ہے جو ظاہر میں اٹکا ظہور  
 بڑھا جا رہا ہے بدی کا غرور  
 دلوں میں نہیں ہے صداقت کا نور  
 جسے امنِ عالم کہیں، ہے وہ دور  
 ہر اک لمحہ خوچکاں ہے قریب  
 وہ خاصانِ حقِ بندگانِ خدا  
 انہیں بھول بیٹھے تو کیا اب بچا  
 نہ تسلیم و طاقت نہ جود و سخا  
 نہ اب پاس ہے انکی فکرِ رسا  
 نہ اب سیرتِ رفتگاں ہے قریب  
 ہلالِ اب ظہورِ امامِ زماں (عج)  
 ہمارے لئے ہے کڑا امتحاں  
 نبیؐ کے نواسے سے مانگو اماں  
 نہیں الفتِ کربلا رائیگاں  
 شفاعت سے یہ داستاں ہے قریب

# علی علی علی موسیٰ الرضاؑ

شاعر: سرفراز آباد

حاضر ہوئے ہیں اہل عزا آپکے در پر محو ہنکا

لیکر دردِ کرب و بلا کیجئے مولا (ج) اذن عطا

دشمنِ دین کو دے کے سزا ہم بھی کریں کچھ غم کی دوا

علی علی علی موسیٰ الرضاؑ

تم سے یہ زمانہ روشن ہے اے انینِ مدینہ والی طوس

تم حاکمِ دین و دنیا ہو اے رہبرِ حق مختارِ نفوس

نزدیکِ رگِ جاں تم ہی تو ہو ہوتا ہے یہ ہم کو بھی محسوس

اک شوقِ وفا ہے دل میں بہت اے شاہِ خراساں کیجئے مدد

پھرتے ہیں ابھی تک دنیا میں وہ اہلِ ستم وہ اہلِ حسد

یوں اُن کو مٹا دیں ہستی سے حاصل ہی نہ ہو دامنِ لحد

کرب و بلا کے ماتم دار باندھے ہوئے ہیں سر سے کفن

آپکے حکم کے طالب ہیں بس اک اشارہ ہو جو بزن

دشمنِ حق کی بربادی کو دیکھے زمیں پر چرخِ کہن

مہدی (ع) دوراں کے لشکر کے تیغ بکف جانناز ہیں ہم  
 مانگی تھی دعا جو زہرہ نے اُن لفظوں کا اعجاز ہیں ہم  
 جو کرب و بلا سے اُٹھتی ہے اس ماتم کی آواز ہیں ہم

ظلم و ستم کی ہر بستی کو آگ لگا کر راکھ کریں  
 کفر کے سب مینار گرا کر سینہ باطل چاک کریں  
 آلِ محمدؐ کے دشمن کو کیوں نہ سپردِ خاک کریں

اس بنتِ نبی کی تم کو قسم وہ جس نے سبے ہیں رنج و محن  
 فرزندِ پہ جس کے تیر چلے وہ کشم کشم وہ لاشہ حسن  
 اک جسکا پسر مقتول پڑا تھا صحرا میں بے گور و کفن

وہ کرب و بلا کا بن جس میں اکبرؑ کا کلیجہ دفن ہوا  
 عباسؑ کے بازو چھین لئے اصغرؑ کا سراپا دفن ہوا  
 نیزوں پہ رکھے تھے جن کے سروہ کوئی نہ لاشہ دفن ہوا

روتا ہے ابدانِ پیاسوں کو اُن رنج و الم کے ماروں کو  
 اے شاہِ خراساں حکم کریں خدا موں کو مختاروں کو  
 آپ کہیں تو آگ لگا دیں محلوں کو درباروں کو



## آؤ ماتم کرو بی بی کی دعا لو لوگو

آؤ ماتم کرو بی بی کی دعا لو لوگو

غم شیر میں دو آنسو بہا لو لوگو

جب بھی عباس کی یاد آئے سکینہ کی طرح

ایک سوکھی سی کوئی مشک اٹھالو لوگو

کونہ و شام کے ہر موڑ پہ زینب نے کہا

میں نبی زادی میرا پردہ بچالو لوگو

بیتِ تطہیر کجا شام کا بازار کجا

سر پہ چادر بھی نہیں نظریں جھکالو لوگو

شاہِ بے کس کی سبیلوں پہ چلو اہلِ عزا

یادِ اصغر کو کرو پیاس بجھا لو لوگو

روزِ عاشور یہ زینب کی صدا آتی ہے

میرے بھائی کا جنازہ ہے اٹھا لو لوگو

آج تک گونج رہی ہے یہ صدا مقتل میں

قید سے میری سکینہ کو چھڑالو لوگو

# آواز آرہی ہے، آواز آرہی ہے

شاعر: قمر حسین قمر

آواز آرہی ہے، آواز آرہی ہے  
مولا (ع) صدائے ماتم تم کو بلا رہی ہے  
سینوں سے العجل کی آواز آرہی ہے

صدیوں سے منتظر ہے قرآنِ ربِّ اکبر  
پہلو بدل رہی ہے خود ذوالفقارِ حیدر  
فریاد کر رہی ہے بنتِ علی کی چادر  
آئے قمر وہ دن بھی آئے صدائے رہبر

باطل کو آج حق کی طاقت مٹا رہی ہے  
حق آرہا ہے حق کی آواز آرہی ہے

سوئے ہوئے مجاہد بیدار ہو رہے ہیں  
مولا (ع) تیری مدد کے اقرار ہو رہے ہیں  
مجبورِ وقت جو تھے مختار ہو رہے ہیں  
سب ناصرانِ مہدی (ع) تیار ہو رہے ہیں

آنکھوں میں کربلا ہے اور اشک بہہ رہے ہیں  
ہتھیار سج رہے ہیں لبیک کہہ رہے ہیں

سائے میں نورِ حق کے زیرِ امانِ مہدی (ع)  
 سر پر کفن ہیں باندھے دیکھو جوانِ مہدی (ع)  
 جاں دار نے کو سب ہیں تیار جانِ مہدی (ع)  
 اٹھ اٹھ کے دیکھتے ہیں سب ناصرانِ مہدی (ع)

غیبت کی وادیوں سے جھنکار آرہی ہے  
 دستِ امام (ع) حق میں تلوار آرہی ہے

مولا (ع) ہمارے اذنِ آغاز دے رہے ہیں  
 ہم بے پروں کو عزمِ پرواز دے رہے ہیں  
 وہ نام پر مدد کے اعزاز دے رہے ہیں  
 شبیرؑ کر بلا سے آواز دے رہے ہیں

سو یا ہوا ضمیرِ انساں جگا رہی ہے  
 جو سن رہا ہے اسکو آواز آرہی ہے

تنہا امامؑ دوراں سب کو بلا رہا ہے  
 جھولے سے ایک بچہ خود کو گرا رہا ہے  
 قرآن اپنی صورتِ دامن میں لا رہا ہے  
 اپنا گواہ لیکر شبیرؑ آرہا ہے

معصوم ایک بچیِ مقتل پہ چھا رہی ہے  
 کانوں میں بے زباں کی آواز آرہی ہے

آنکھوں میں جم گیا ہے بس ماں کے ایک منظر  
 بے گورو بے کفن ہے صحرا میں لاشِ سروڑ  
 منہ سی اک لحد ہے پڑتی ہے دھوپ جس پر  
 سائے میں عمر بھر اب بیٹھے رباب کیوں کر

اب بھی رباب خالی جھولا جھلا رہی ہے  
 اصغرؔ کی ہچکیوں کی آواز آرہی ہے

مولّا مدد کو آؤ بازارِ شام کا ہے  
 ظالم کی ایک رسی میں ہر گلا بندھا ہے  
 غیرت کا بار اٹھائے بیمار کربلا ہے  
 زینبؓ کا سر کھلا ہے عابدؓ کا سر جھکا ہے

زینبؓ کا امتحاں ہے سر ننگے جارہی ہے  
 عابدؓ کی سسکیوں کی آواز آرہی ہے

اس دور نے بھی مولا (عج) منظرِ عجب دکھائے  
 سیدانیوں کی حالت وہ ہے خدا بچائے  
 بڑھتے ہی جارہے ہیں بے پردگی کے سائے  
 عباسؓ کے علم کو اب غیض آ نہ جائے

بے پردہ لوگ سائے میں اسکے چل رہے ہیں  
 عباسؓ کی وفا کے آنسو نکل رہے ہیں

## دُعا کرو دُعا کرو دُعا کرو

شاعر: سرفراز ابد

دُعا کرو کہ ظہور امام (ع) ہو جائے

یہ روز روز کا قصہ تمام ہو جائے

علیٰ کی تیغ کے جوہر گھلیں زمانے پر

تمام دنیا ہو اک تیغ کے نشانے پر

ہو ساری خلقِ خدا موت کے دھانے پر

جو غیب میں ہے وہ ظاہر امام (ع) ہو جائے

سنا کی نوک پہ اُٹھے گا قلعہ خیبر

کفن ہوا کا ملے گا نہ خاک کا بستر

اجل چباتی پھرے لاشِ مرحب و عنتر

جو ذوالفقارِ علیٰ بے نیام ہو جائے

کرے گی موج ہوا ظلم کو رسن بستہ

زمین بند کرے گی فرار کا رستہ

وہ بر سے آگ جو درباریوں کو ہوسکتہ

اگر زبانِ فدک ہم کلام ہو جائے

حقیقی صورتِ اسلام بھی عیاں ہوگی  
نگاہِ عدل زمانے کی پاسباں ہوگی  
پھر ایک کلمہ یہاں ایک ہی اذراں ہوگی  
پئے نماز جو حاضر امام (ع) ہو جائے

نہ شرک ہوگا نہ الحاد کفر کچھ بھی نہیں  
خدا کے دین سے آباد ہوگی ساری زمیں  
ہر ایک ساغرِ نفسِ بشر میں ہوگا یقین  
مقیم شہِ رگِ جاں کا قیام ہو جائے

وہ جن کے دم سے ہے قائمِ امامِ دین میں  
وہ جسکے روضے سے روشن ہے سامرہ کی زمیں  
اب اُنکے روضے کی جانب بڑھا ہے دشمنِ دین  
اس ابرہہ کا بھی جینا حرام ہو جائے

عزائے حضرتِ شیر میں کرو ماتم  
زبانِ اصغر بے شیر میں کرو ماتم  
فراقِ اکبرِ دلگیر میں کرو ماتم  
عبادتوں کا قرینہ یہ عام ہو جائے

حیا بھی روتی ہے جس پر وہ زیبتِ مضطر  
اُسے بھی کوچہ بہ کوچہ پھرایا بے چادر  
جو سیدہ کی ہے بیٹی حسین کی خواہر  
وہی جو روح کشِ دربارِ شام ہو جائے

رہے جو پیاسے لبِ جو انہیں ابد کا سلام  
قلم جو ہو گئے بازو انہیں ابد کا سلام  
جو اُنکے غم میں ہیں آنسو انہیں ابد کا سلام  
خدا کرے کے شروعِ انتقام ہو جائے

اے لشکرِ صاحبِ زماں (۱) آمدِ باش آمدِ باش

شاعر: ڈاکٹر ہلال نقوی

اَو عزادارو سنو، گر ہو عزا کے پاسباں  
تم ماتمی ہو اس لیے تم ہو شہیدوں کی زباں  
یہ چاہتے ہو تم اگر ہو کربلا پھر حکمراں  
بن جاؤ تم اس دور میں اک لشکرِ صاحبِ زماں

تم کو صدا دے یہ زمیں تم کو پکارے آسماں



تم سوگ میں سروڑ کے ہو، حق ہے تمہارا سردری  
 تم میں ہو عزم حیدری، تم میں ہو شانِ عسکری  
 دیکھے تمہیں تو خود کہے تاریخ کی دیدہ وری  
 یہ ہیں امامِ عصرؑ کے لشکر کے سارے لشکری

نصرت کریں گے آج پھر، سارے ضعیف و نوجواں  
 پیشِ نظر ہو کربلا، مقتل کا منظر ساتھ ہو  
 ابنِ مظاہر کی طرح، بوڑھوں کا لشکر ساتھ ہو  
 لشکر میں بچے ہوں مگر، کردارِ اصغرؑ ساتھ ہو  
 جب نوجواں آگے بڑھیں آوازِ اکبرؑ ساتھ ہو

سر پر علمِ عباسؑ کا، ہونٹوں پہ اکبرؑ کی اذال  
 ایسا نہ ہو لشکرِ سرِ صحرا نہ رہ جائے کہیں  
 حلقے میں پھر اغیار کے مولاؑ نہ رہ جائیں کہیں  
 ہم بے نوا بے قافلہ آقاؑ نہ رہ جائیں کہیں  
 مولاؑ ہمارے دوستو تنہا نہ رہ جائیں کہیں

جب پردہٴ غیبت اُٹھے پھر ساتھ ہو یہ کارواں

دیکھیں سب ہی آنے کا یہ منظر امام عصر (ع) کے  
 سب راستے ان کے لیے، سب درامام عصر (ع) کے  
 یہ گھر ہمارے گھر جو ہیں، ہوں گھر امام عصر (ع) کے  
 مشرق سے مغرب تک ہوں سب لشکر امام عصر (ع) کے

ہر اک افق پر روشنی لکھے اُنہی کی داستاں

مانا کہ ہم اہلِ عزاء لیتے ہیں نامِ کربلا  
 کیا فائدہ جب تک نہ ہو، دل میں پیامِ کربلا  
 دھرتی پہ آئے کس طرح، لوگو نظامِ کربلا  
 جب تک نہ ہو اک خیمہ دل میں قیامِ کربلا

ہے یہ قیامِ کربلا سینے میں اک آتشِ فشاں

دیکھو کہ پھر چاروں طرف اک کربلا تیار ہے  
 دیکھو کہ اہلِ جبر کے ہاتھوں میں پھر تلوار ہے  
 پھر ظلم کے ساتھی ہیں سب شر کی وہی رفتار ہے  
 لیکن جو خُڑ ہے آج بھی وہ آج بھی بیدار ہے

جو قوم خُڑ بن کر اُٹھے وہ قوم ہوگی حکمران

اُٹھی ہیں ایسی آندھیاں، لرزاں ہے پھر شمع یقین  
 تختِ یزید عصر سے، اُٹھا ہے پھر شمر لعین  
 خنجر ہیں دستِ جبر میں، تر ہے لہو سے آستین  
 ہے خون سے بھیگی ہوئی ساری عراقی سرزمین  
 مقتل ہے پھر ہر گام پر پھر کربلا ہے خونفشاں

پھر کفر کی راہوں پہ ہے، انسان راہی آج بھی  
 اور کس قدر نزدیک ہے، ذہنی تباہی آج بھی  
 پھر جابروں کے ساتھ ہے ملکوں کی شاہی آج بھی  
 پھر بادشاہِ وقت ہیں ظلمِ الہی آج بھی  
 ہے ملتِ اسلامیہ، ان آفتوں کے درمیاں

پھر دوستو عباسؑ کے عزمِ وفا سے کام لو  
 پھر زیٹِ مظلوم کے سوزِ دُعا سے کام لو  
 جب زندگی اک بوجھ ہو اُس دم قضا سے کام لو  
 سر سے کفن کو باندھ کر پھر کربلا سے کام لو  
 جو کربلا کردار ہیں ہونگے دلوں پر حکمراں

اہل شہادت کی قسم، شامِ غریباں کب ڈھلی  
 اک مختصر سی فوج پھر مقتل کی جانب سے چلی  
 ہے کربلا کے نام سے اب بھی دلوں میں کھلبلی  
 آواز دیتا ہے تمہیں خونِ حسینؑ ابنِ علیؑ

اے ماتمی حلقو چلو، ہونا ہے خنجر پر رواں

بن کر ہلالِ اس دور میں، اک شعلہٴ پیہم چلو  
 جو کربلا کی ہے عطا، لے کر وہ سوزِ غم چلو  
 یادِ شہیداں میں لئے، یہ دیدہٴ پرُرم چلو  
 منزل ابھی کچھ دور ہے کرتے ہوئے ماتم چلو

ہم ہی نہیں نوحہ کناں، انسانیت ہے نوحہ خواں

ہائے حسینؑ غریب

شاعر: پروفیسر حسن اکبر کمال

کرتی تھیں زینبؑ بکا، ہائے حسینؑ غریب  
 مرگیا بھائی مرا، ہائے حسینؑ غریب

گریہ کناں تھی فضا چلتا رہا قافلہ  
 بھائی کی فرقت کا غم ثانی زہرہ کو تھا  
 اُن کی زباں پر رہا، ہائے حسینِ غریب  
 وقتِ سحر وشت میں گونجی اذال کی صدا  
 جانبِ مقتل چلا عکسِ رُخِ مصطفیٰ  
 داغِ جواں لال کا، ہائے حسینِ غریب  
 بچی کو یہ تھا یقین لائیں گے پانی چچا  
 آنکھوں میں آنسو بھرے کوزہ تو خالی رہا  
 بھائی بھی رخصت ہوا، ہائے حسینِ غریب  
 عون و محمد ہوئے مرکزِ دیں پر فدا  
 زینبِ دلگیر کے دل میں رہی مامتا  
 لب پر مگر تھی صدا، ہائے حسینِ غریب  
 ہائے سوئے خیمہ گاہ لائے شہِ کربلا  
 لاشہِ پامال بھی قاسمِ نوخیز کا  
 جانِ حسن بھی گیا، ہائے حسینِ غریب  
 عرصہِ مقتل میں جب ننھا مجاہد گیا  
 پانی نہ اک گھونٹ بھی تشنہ دہاں کو ملا  
 تیرِ شمر چلا، ہائے حسینِ غریب

سید سجاد جو لے کے چلے قافلہ  
 سنگ و شجر بے زباں کرتے تھے آہ بکا  
 کہتی تھی زنجیر پا، ہائے حسینِ غریب  
 دشمنِ دینِ خدا دیکھتے تھے معجزہ  
 سیدِ مظلوم نے ایسے کلامِ خدا  
 برسرِ نیزہ پڑھا، ہائے حسینِ غریب  
 طرزِ علیؑ خطبہٴ ثانی زہرہؑ میں تھا  
 سکتے میں اہلِ ستم، کفر تھا سہا ہوا  
 اہلِ حرم بے ردا، ہائے حسینِ غریب  
 آیا مدینے میں جب قافلہٴ بے نوا  
 شہرِ نبیؐ میں سماں گویا قیامت کا تھا  
 ہو گیا ماتمِ بپا، ہائے حسینِ غریب  
 تو نے بھی ہے اے کمالِ ایسا یہ نوحہ لکھا  
 لفظوں میں ہے منظرِ سانحہٴ کربلا  
 روتے ہیں اہلِ عزا، ہائے حسینِ غریب

# اے زینبؓ دلگیر خدا حافظ و ناصر

شاعر: شاہد نقوی

اے زینبؓ دلگیر خدا حافظ و ناصر

اے شاہؓ کی ہمیشہ خدا حافظ و ناصر

شہزادی غلام آئے ہیں در پر پئے رخصت

ہے عرض کے دم لینے کی مل جائے اجازت

اے خواہر شیر، خدا حافظ و ناصر

قرآن کی تفسیر، خدا حافظ و ناصر

اے شعلہٴ تقریر، خدا حافظ و ناصر

اے زینبؓ دلگیر، خدا حافظ و ناصر

اے عابدِ بے کس حرمِ شاہؓ کے سالار

گوئے گی ابد تک تیری زنجیر کی جھنکار

اے قیدیِ آزاد، خدا حافظ و ناصر

اے گریہٴ فولاد، خدا حافظ و ناصر

اے گوئیختی فریاد، خدا حافظ و ناصر

اے سید سجاد، خدا حافظ و ناصر

ہم باقی ہیں شبیرؑ کہ باقی ہے تیرا غم  
 ہم بھی نہ رہیں گے نہ کیا گر تیرا ماتم  
 اے درد کی تصویر، خدا حافظ و ناصر  
 اے دین کی توقیر، خدا حافظ و ناصر  
 اے کعبہ کی تنویر، خدا حافظ و ناصر  
 کچھ دیر کو شبیرؑ، خدا حافظ و ناصر

عباسؑ تیری یاد ہے وابستہ علم سے  
 پھر بھی نہ ادا حق وفا ہو سکا ہم سے  
 اے ثانی کزار، خدا حافظ و ناصر  
 بے مثل وفادار، خدا حافظ و ناصر  
 شبیرؑ کی تلوار، خدا حافظ و ناصر  
 عباسؑ علمدار، خدا حافظ و ناصر

ہم شکلِ نبیؐ تجھ پر فدا ہم دل و جاں سے  
 آتی ہے تیری یاد ہر آوازِ ازاں سے  
 سرکارؑ کی تصویر، خدا حافظ و ناصر  
 ایمان کی تکبیر، خدا حافظ و ناصر  
 ہر صبح کی تنویر، خدا حافظ و ناصر  
 اے اکبرؑ دلگیر، خدا حافظ و ناصر



شاہد تیری مظلومی کا ہے حرمہ کا تیر  
 ناقابلِ تردید ہے اب عصمتِ شیر  
 اے عزم کی تصویر، خدا حافظ و ناصر  
 اے ہنستے ہوئے تیر، خدا حافظ و ناصر  
 اے حجتِ شیر، خدا حافظ و ناصر  
 اے اصغرِ بے شیر، خدا حافظ و ناصر

شاہدؔ کبھی تاریخ نہ بھولے گی یہ عظمت  
 کرتی ہے سلام اُن کے حزاروں کو امامت  
 اے انجمِ ایثار، خدا حافظ و ناصر  
 اے لشکرِ احرار، خدا حافظ و ناصر  
 اے مجمعِ ابرار، خدا حافظ و ناصر  
 اے شاہؔ کے انصار، خدا حافظ و ناصر

کہتا ہے دل چلے ذرا، کربلا

شاعر: سرفراز آباد

کہتا ہے دل چلے ذرا کربلا  
 کہتے ہوئے واویلا واویلا

حُبِّ شَیْرِ خدا نے یکسر عدو کا چہرہ بھنجھوڑ ڈالا  
 علیٰ کا نعرہ لگا کے جس نے ہر ایک دل کو جھنجھوڑ ڈالا  
 یہی ہے جس نے ابولہب کے غلیظ ہاتھوں کو توڑ ڈالا  
 پسر ہے کس کا بتا رہا ہے، ..... الاماں  
 علیٰ کے تیور دکھا رہا ہے، ..... الاماں  
 اٹھا کے تلوار آ رہا ہے، ..... الاماں

کہا یہ اُس نے حسینؑ ہوں میں رگوں میں ہے میری خونِ حیدر  
 وہ میری وادی ہے جسکی خاطر بنا تھا کعبہ میں اک نیا در  
 میرا ہی جد ہے کہ جس نے پالا ہے دونوں عالم کا اک پیبر  
 خبر ہماری تو سب ہے تم کو، ..... الاماں  
 مگر نہ پاسِ ادب ہے تم کو، ..... الاماں  
 ہمارے سر کی طلب ہے تم کو، ..... الاماں

وہ جس نے خیر کا در اکھاڑا وہی تو میرا پدر ہے حیدر  
 وہ جس نے مرحب کو بھی پچھاڑا وہی تو میرا پدر ہے حیدر  
 علمِ محمدؐ کا جس نے گاڑا وہی تو میرا پدر ہے حیدر  
 مجھے تم آنکھیں دکھا رہے ہو، ..... الاماں  
 نسب تم اپنا بتا رہے ہو، ..... الاماں  
 ابھی سے دوزخ میں جا رہے ہو، ..... الاماں

وہ جسکی خندق میں ایک ضربت ہوئی ہے افضل عبادتوں سے  
 وہ جسکی حکمت بچا رہی تھی بڑے بڑوں کو ہلاکتوں سے  
 بھرے ہوئے ہیں تمام عالم میرے پدر کی سخاوتوں سے  
 خبر نہیں ہے تمہیں ہماری، ..... الاماں  
 سخی کا حکم بنے بھکاری، ..... الاماں  
 عداوتوں کا نشہ ہے طاری، ..... الاماں

تمام نبیوں کا ہوں میں وارث امام و ہادی و پیشوا ہوں  
 مجھے یہ اعزاز بھی ہے حاصل زمین پر حجت خدا ہوں  
 حسن بھی میں ہوں حسین میں ہوں میں مرتضیٰ ہوں میں مصطفیٰ ہوں  
 مجھی سے بیعت طالب ہوئے ہو، ..... الاماں  
 قتیل نام و نسب ہوئے ہو، ..... الاماں  
 حریفِ رواجِ عرب ہوئے ہو، ..... الاماں

اگر میں چاہوں تو سب الٹ دوں زمین کیا آسمان کیا ہے  
 اٹھالوں دستِ یقیں سے دریا کسی کو اس میں گمان کیا ہے  
 میرا لہو بھی کرے تلاوت بریدہ سر کی زبان کیا ہے  
 یہ جشن کیا منا رہے ہو، ..... الاماں  
 یہ کیسے ڈنکے بجا رہے ہو، ..... الاماں  
 یہ تیر کس پر چلا رہے ہو، ..... الاماں

علم وفا کا اٹھا کے غازی گیا جو دریا پہ مشک بھری  
 پلٹ کر آئی پھر اس جری پر تمام افواج اشتیا کی  
 کٹے جو غازی کے دونوں بازو تو حرم ملے نے وہ مشک چھیدی  
 سکینہ پیاسی کھڑی ہوئی ہے، ..... الاماں  
 نظر علم سے لڑی ہوئی ہے، ..... الاماں  
 نطیب میدان تشنگی ہے، ..... الاماں

وہ چھ مہینے کا میرا اصغر سوال پانی کا لایا لب پر  
 یہ میں نے دیکھا کے رویا لشکر جو مسکرایا وہ تیر کھا کر  
 اس ایک بچے کے سامنے تھیں ہزار فوجیں ہزار لشکر  
 رباب جھولا جھلا رہی ہے، ..... الاماں  
 وہ کس کو لوری سنا رہی ہے، ..... الاماں  
 کلیجے سب کے ہلا رہی ہے، ..... الاماں

نبی کی صورت علی کی سیرت وہ میرا اکبر وہ میرا جانی  
 وہ جس نے سینے پر کھائی برجھی ہوئی تھی جسکی یہ مہمانی  
 گیا ہے قاصد ابھی مدینے سنانے صغریٰ کو یہ سنانی  
 لہو میں اکبر نہا گیا ہے، ..... الاماں  
 کلیجہ برجھی میں آگیا ہے، ..... الاماں  
 حرم میں کہرام اک پیا ہے، ..... الاماں

وہ کہہ رہا تھا کہ اے لعینوں ہر اک عمل کا حساب ہوگا  
 میری شہادت کے بعد تم پر خدا کا نازل عذاب ہوگا  
 تمہاری نسلیں نہیں بچیں گی تمہارا خانہ خراب ہوگا  
 پھر اُس کا سجدہ تھا زیرِ خنجر، ..... الاماں  
 وہیں تھیں زہرہ وہیں پیسیر، ..... الاماں  
 نہ لکھ سکے گا آبد یہ منظر، ..... الاماں

## اللہ کی تلوار ہے زینبؓ

شاعر: فخر ردولوی

محمدؐ ہے سپر اللہ کی تلوار ہے زینبؓ  
 جنابِ فاطمہؓ زہرا کی ورثہ دار ہے زینبؓ  
 سرِ بازارِ کوفہ حیدرِ کراڑ ہے زینبؓ  
 حسینؑ ابنِ علیؑ کا جلوہ کردار ہے زینبؓ

شہہ والا کا زینبؓ کی بدولت نام زندہ ہے  
 جہاں میں تابہ محشر مذہبِ اسلام زندہ ہے

حسینیؑ کارناموں کی شریکِ کار ہے زینبؑ  
 جہانِ ظلم پر بھرپور شہد کا وار ہے زینبؑ  
 کہ بیعت سے مسلسل مستقل انکار ہے زینبؑ  
 گروہِ انبیاء کا مشترک کردار ہے زینبؑ

پیمبرؐ کی نواسی خواہرِ شبیرؑ ہے زینبؑ

جہاں میں حق کی جیتی جاگتی تصویر ہے زینبؑ

خدا کی راہ میں بیٹوں کو تو نے کردیا قرباں  
 یقیناً بنتِ زہراؑ دینِ حق پر ہے تیرا احساں  
 کہ تو نے کردیا ہے قصرِ استبداد کو ویراں  
 تیری ہمت پہ دنیا کل بھی تھی آج بھی حیراں

کہ تو نے جبر و استبداد کے سیلاب کو موڑا

حسینیؑ شان سے ہر ظلم کی تلوار کو توڑا

یزیدیت کو لے ڈوبی تیرے اشکوں کی طغیانی  
 تیرے خطبات کے طوفاں نے ڈھائے قصرِ سلطانی  
 حسینؑ ابنِ علیؑ کا سجدہ آخر ہے لافانی  
 خدا شاہد ہے لاثانی بہن بھائی کی قربانی

نہ ہو گی حشر تک تجھ سی بہنِ شبیرؑ سا بھائی

انہیں دونوں کی بخشی زندگی اسلام نے پائی

بہر صورت ہے ورثہ دار بنتِ مصطفیٰ زینبؓ  
 کہ ہے آئینہ کردارِ شاہِ لافنی زینبؓ  
 بلا شک ہے وزیرِ تاجدارِ کربلا زینبؓ  
 یقیناً کشتیِ اسلام کی ہے ناخدا زینبؓ

پس سبطِ پیمبرِ قافلہ سالار ہے زینبؓ  
 میانِ کفر و ایمان دہنی دیوار ہے زینبؓ

بتایا تو نے کیسے صبر کے جادے پہ چلتے ہیں  
 سرِ مغرور کو کس طرح پیروں سے کچلتے ہیں  
 تیرے خطبات سے بنتِ علیؓ شعلے نکلتے ہیں  
 مجلس جاتے ہیں کافر کفر کے ایوان جلتے ہیں

دیارِ کفر کو اے فخرِ زینبؓ نے مٹا ڈالا  
 یزیدِ شام کے گھر کو عزا خانہ بنا ڈالا

پرسہ لے لیجئے اے امامِ زماں (عج)

شاعر: علی وجدان

پرسہ لے لیجئے اے امامِ زماں  
 سب شہیدوں کے لاشے پڑے ہیں یہاں

مصطفیٰ مرتضیٰ اور زہرا کی جاں

خوں میں غلطیدہ ہیں رب کا رازِ نہاں

کوفہ ہے دم بخود چپ ہے سارا جہاں

ہائے غازی کے شانے قلم ہو گئے

کٹ کے پہلے سے بھی محترم ہو گئے

جرات و صبر کا جھک گیا آسماں

اب نہ لشکر ہے اور نہ علمداز ہے

چار جانب سے دشمن کی یلغار ہے

آلِ اطہار کیسی ہوئی بے اماں

فوجِ شاہِ ہندِ رن میں کام آگئی

کربلا میں غریبوں کی شام آگئی

جلتے خیموں سے اٹھنے لگا اب دھواں

پردہ داروں پہ مشکل گھڑی آگئی

آلِ احمدؑ پہ بے چارگی چھا گئی

بیبیوں کی کریں کیسے حالت بیاں

سارے عالم نے زہرہ کا نالا سنا

دشتِ کرب و بلا میرا گھر لٹ گیا

تا ابد اس پہ گریہ کرے گا جہاں



دشمنوں کا نشانہ عزادار ہے  
پھر فریب نظر اسکا ہتھیار ہے  
دیں گے پردے میں ہے اک قیامت نہاں  
گھر کے گھر نظرِ جور و ستم ہو گئے  
دشمنِ آل سارے بہم ہو گئے  
خون آلود ہے خم کی یہ داستاں  
عصرِ حاضر میں ہے پھر قیامت پاپا  
خوں میں غلطاں نمازی ہوئے جابجا  
دین ہے آج وجدانِ نوحہ کناں

السلام السلام اے شہدِ کربلا  
شاعر: قتیم ابن نسیم مروی

السلام السلام السلام  
السلام و علیک اے شہدِ کربلا

ہم ہیں اہل عزا فاطمہؑ کی دُعا  
 ہم نہ بھولیں گے یہ منظرِ نینوا  
 دین جس دم تباہی کی منزل پہ تھا  
 بخشی تم نے اُسے جان دے کر بقا

ظلم بے حد سہی کیوں نہ ماتم کریں  
 صبر کرتے رہے کیوں نہ ماتم کریں  
 اشکِ زہرہؑ ہے کیوں نہ ماتم کریں  
 دین پر ہو گئے ابنِ زہرہؑ فدا

لب پہ نوحہ یہ شہد کی مصیبت کا ہے  
 بے کسی کا صعوبت کا غربت کا ہے  
 روزِ عاشور کا غم قیامت کا ہے  
 تین دن تشنہ لب اور شکرِ خدا

شہد پہ آفت جب آئی کیا شکرِ حق  
 رن سے پلٹا نہ بھائی کیا شکرِ حق  
 لاشِ اکبرؑ اٹھائی کیا شکرِ حق  
 تھا ضعیفی میں یہ آپ کا حوصلہ

شہد کے اطفال بھی تھے مثالِ جواں  
مسکراتا تھا رہا اصغر بے زباں  
حرفِ لبیک آخر کا یہ ترجماں  
گر کے جھولے سے دیتا تھا گویا صدا

کوئی شکوہ لبِ شہد پہ آیا نہیں  
عہدِ طفلی کا وعدہ بھلایا نہیں  
سر کٹایا مگر سر جھکایا نہیں  
لب پہ تھا شکرِ حق جب کہ خنجر چلا

سنیے روداد لبِ طوق و زنجیر کی  
دل ہلاتی ہے بیمار کی بے بسی  
سامنے نے سر برہنہ تھی ماں اور پھوپھی  
صبرِ سجاؤ آئینہ ہے آپ کا

کیا بیاں ہو شمرِ لعین کا ستم  
ایک رسی میں باندھے گلوئے حرم  
جس سے ہالی سکینے کا گھٹتا تھا دم  
پھر بھی کہتی تھی اے بابا جاں میں فدا

بین زینبؓ کے تھے کیا ستم ہو گیا  
میری قسمت میں اکبرؓ کا غم ہو گیا  
سامنے بھائی کا سر قلم ہو گیا  
دونوں عالم میں ہوگا محرم صدا

اے قتیم ایسا پردرد نوحہ لکھا  
غم کے لہجے میں جب کہ یہ میں نے پڑھا  
چشمِ مومن سے اشکوں کا دریا بہا  
ہر طرف یہ فضاؤں میں گونجی صدا

## میں انتقام لوں گا میں انتقام لوں گا

شاعر: سرفراز آباد

میں انتقام لوں گا میں انتقام لوں گا  
ہر ظلمِ کربلا کا، ..... انتقام  
زینبؓ تیری ردا کا، ..... انتقام  
عباسؓ باوفا کا، ..... انتقام  
کہتے ہیں خود یہ مہدی (ع)، میں انتقام لوں گا

دم توڑا کربلا میں لیلیٰ کے نوجواں نے  
 گردن پہ تیر کھایا اصغرؑ سے بے زباں نے  
 ایسا ستم نہ دیکھا دنیا میں آسمان نے  
 تھرا گئی زمیں بھی سجدہ کیا جو ماں نے  
 ہمشکل مصطفیٰؐ کا، ..... انتقام  
 ششماہ بے نوا کا، ..... انتقام  
 ہر ظلم نا روا کا، ..... انتقام  
 کہتے ہیں خود یہ مہدی (عج) میں انتقام لوں گا

نہر فرات لے لی نکلا وہ مشک بھر کر  
 حسرت سے دیکھتے تھے جسکے علم کو سروڑ  
 مشکیزہ بھر گیا جب سنبھلا نہ پھر غضنفر  
 بازو کٹا کے سویا دریا پہ شیر حیدر  
 سقائے کربلا کا، ..... انتقام  
 اس تشنہ باوفا کا، ..... انتقام  
 سردارِ علقمہ کا، ..... انتقام  
 کہتے ہیں خود یہ مہدی (عج) میں انتقام لوں گا

مقتل میں سربریدہ زہرہ کا گلابدن ہے  
 تپتی ہوئی زمیں پر اک لاش بے کفن ہے  
 دونوں جہاں کا مالک بے گورو بے کفن ہے  
 روتے ہیں خود پیہر اس غم میں وہ چھین ہے  
 اُس حق کے پاسباں کا، ..... انتقام  
 سوکھی ہوئی زباں کا، ..... انتقام  
 زہرہ کے قلب و جاں کا، ..... انتقام  
 کہتے ہیں خود یہ مہدی (ع) میں انتقام لوں گا

سینے پہ سونے والی جنگل میں کھوگئی ہے  
 میت پہ جانے کس کی سر رکھ کے سوگئی ہے  
 سب خیمے جل چکے ہیں اور رات ہوگئی  
 دریائے غم میں ساری دنیا ڈبوگئی ہے  
 اُس مشک اس علم کا، ..... انتقام  
 شہزادی حرم کا، ..... انتقام  
 اُسکے ہر اک الم کا، ..... انتقام  
 کہتے ہیں خود یہ مہدی (ع) میں انتقام لوں گا

کس نے بنایا قیدی بیمار و خستہ تن کو  
 کس نے جدا کیا ہے بھائی سے اک بہن کو  
 بے پردہ کرنے والے بنتِ شہِ زمن کو  
 ترسیں گی تیری نسلیں تا حشر پیرہن کو  
 بیمار کربلا کا، ..... انتقام  
 زینبِ تیری ردا کا، ..... انتقام  
 اُس آگ اُس ہوا کا، ..... انتقام  
 کہتے ہیں خود یہ مہدی (عج) میں انتقام لوں گا

باغِ فدک بھی چھینا در بھی گرا دیا ہے  
 کیا کیا نہ سیدہ پر ظلم و ستم ہوا ہے  
 بنتِ نبیؐ کا روضہ جو منہدم کیا ہے  
 میسر نشانِ قبرِ زہرہؑ مٹا دیا ہے  
 اُس بضعتِ نبیؐ کا، ..... انتقام  
 پہلو شکستی کا، ..... انتقام  
 محسن کی زندگی کا، ..... انتقام  
 کہتے ہیں خود یہ مہدی (عج) میں انتقام لوں گا

سرورؑ پہ رونے والوں پھر وقت آگیا ہے  
 لشکر یزیدیوں کا پھر سر اٹھا رہا ہے  
 تبدیل اب کے لیکن اندازِ کربلا ہے  
 اب تو امامِ آخر (ع) یہ کہہ کے آرہا ہے  
 انصارِ کربلا کا، ..... انتقام  
 زنجیر اور ردا کا، ..... انتقام  
 گل آلِ مصطفیٰ کا، ..... انتقام  
 کہتے ہیں خود یہ مہدی (ع) میں انتقام لوں گا

اے ناصرانِ سرورؑ اٹھو صفیں جماؤ  
 اے غم گسارو آؤ لشکر کوئی بناؤ  
 ماتم گزارو آؤ ہتھیار پھر سجاؤ  
 باقی رہے آبد تک نعرہ بھی وہ لگاؤ  
 حیدرؑ کے مہم لقمہ کا، ..... انتقام  
 اُس حامی خدا کا، ..... انتقام  
 مظلومِ کربلا کا، ..... انتقام  
 کہتے ہیں خود یہ مہدی (ع) میں انتقام لوں گا



## فریاد نہ کرنا، فریاد نہ کرنا

شاعر: شاہد نقوی

زینبؓ نے سکینہؓ سے کہا پاس بٹھا کر

فریاد نہ کرنا

ہم آئے ہیں مٹنے کے لیے دین خدا پر

فریاد نہ کرنا

بی بی ہمیں منظور تھی ایماں کی حفاظت

جلادوں کے پنجے میں تھی نانا کی شریعت

بھیا نے بچایا اُسے سر اپنا کٹا کر

خالق کی رضا پر ہمیں اصرار ہے بیٹی

تا مرگ ہمارا یہی کردار ہے بیٹی

غم ہو کہ خوشی مرضی رب فکر کا محور

بے شک ہے گراں دل پہ بہت خانہ زنداں

یہ غم ہے مگر دین پیسیر کا نگہباں

قربان ہر آرام شریعت کی بقا پر

قربانی و ایثار تو اس گھر کی ہے عادت  
ہے دین محمدؐ سے وفا جوہرِ فطرت  
بیٹی ہمیں چلنا ہے بزرگوں کی روش پر

ہم ظلم کے آگے نہ جھکے ہیں نہ جھکیں گے  
ہو جائے گا محفوظ جب ایماں تو رکھیں گے  
سوئے بھی تو ہم سوئیں گے دنیا کو جگا کر

کس کس کو شہِ اس راہ میں ہم نے کیا قرباں  
سب اپنے جگر گوشے تھے سب اپنے دل و جاں  
قاسمؑ ہوں کہ اکبرؑ ہوں کہ عباسؑ دلاور

اس راہ میں رات آئے کہ دن کچھ بھی نہیں ہے  
ایثار کی منزل ہو تو سن کچھ بھی نہیں ہے  
چھوٹا تھا بہت تم سے بڑا ہو گیا اصغرؑ

بیٹی تمہیں سب بچوں پہ رکھنی ہیں نگاہیں  
بڑھ جائیں نہ ان دُروں کی آواز سے آہیں  
غالب رہے ایثار ہر اک ظلم کی زد پر

رہ سکتے تھے ہم کیسے مدینے میں بہ آرام  
رکھی تھی تہہ تیغ جفا گردنِ اسلام  
سر رکھ دیا بھیا نے خود اپنا نہ خنجر

شاہد دلِ زینب پہ گذرتی تھی قیامت  
جب بالی سکیںہ کو وہ کرتی تھی نصیحت  
اک ٹوٹا سفینہ تھا وہ طوفان کی زد پر

## مہلا مہلا یا ابن الزہرہؑ

شاعر: پروفیسر حسن اکبر کمال

مہلا	مہلا	یا ابن	الزہرہؑ
دھیرے	دھیرے	یا ابن	الزہرہؑ
مقتل	جانا	یا ابن	الزہرہؑ

بی بی زینبؑ رو کر بولیں جاؤ خدا حافظ بھیا  
اُمّ رباب کا نوحہ تھا اب کیسے جیوں گی میں آقا  
نصحا سا دل ڈوبا جاتا تھا ننھی شہزادی کا

دلِ دل کے پیروں سے لپٹی بالی سکیںہ روتی ہے  
اب جانے گی کیا ہے یتیمی، قیدِ ستم کیا ہوتی ہے  
خاک پہ زنداں کی سوئے گی، سینے پر جو سوتی ہے

وقتِ عصر سر صحرا جو دستِ ستم میں خنجر تھا  
دین کی شہہ رگ پر چلنا تھا مولّا کی گردن پہ چلا  
خونِ حسین کے صدقے باغِ دینِ خدا شاداب ہوا

ہائے وہ مہرِ امامت ڈوبا کرب و بلا کے صحرا میں  
دیں کو زندہ کر جو گئے تا یومِ قیامت دنیا میں  
نانا اور بابا کا جلوہ تھا کردارِ مولّا میں

راہِ خدا میں تشنہ دہاں آقا کی جان نثار ہوئی  
کانپ رہی تھی غم سے زمیں اور چشمِ فلک خوں بار ہوئی  
خیمے حرم کے لوٹنے کو جو فوجِ ستم تیار ہوئی

خیموں میں وہ آہ بُکا تھی کانپ اُٹھے تھے کون و مکان  
اہلِ حرم تھے خاکِ بسر، تھی شامِ غریباں بھی حیراں  
غربتِ آلِ نبیؐ کا اثاثہ، رنج و غم تھا سروساماں

وقتِ رخصت بھائی سے وعدہ کیا تھا ثانی زہراؑ نے  
تیغِ زباں سے جنگ وہ ہوگی دیکھی نہ ہو جو دنیا نے  
لب ہو گئے آزادِ مرے، ہوں لاکھ رن بستہ شانے

ملکِ شام سے دنیا میں پھیلے گا ماتم بھائی کا  
میں دربار میں پرچم لے کر جاؤنگی سچائی کا  
چرچا ہوگا کمالِ ہمیشہ ظالم کی رسوائی کا

## عاشقانِ مہدی (ؑ) کو کربلا بُلاتی ہے

شاعر: ڈاکٹر ہلال نقوی

آؤ ساتھیو آؤ، آؤ ساتھیو آؤ

عاشقانِ مہدی (ؑ) کو کربلا بُلاتی ہے

بارہویں امامت کا وہ سفر جو جاری ہے

اُس سفر سے وابستہ زندگی ہماری ہے

اُنکے حکم پر جس نے زندگی گزاری ہے

اس کا ہر قدم لوگوں ایک ضربِ کاری ہے

کارواں کو پھر اپنے یہ صدا بُلاتی ہے

حرفِ حق عبادت ہے حرفِ حق سدا کہنا

دل اگر حسینی ہے تم نہ جبر کو سہنا

وحشتوں کی موجیں ہیں اُنکے ساتھ مت بہنا

جو ہلاکتیں مانگے اُس گھٹن میں کیا رہنا

جو چلی ہے مقتل سے وہ ہوا بُلاتی ہے

مٹ گئی صف باطل حق کی بات زندہ ہے  
 غازیانِ مقتل کی کائنات زندہ ہے  
 کٹ گئے گلے اُنکے پر حیات زندہ ہے  
 اُنکے خشک ہونٹوں میں خود فرات زندہ ہے  
 ہم کو اُن شہیدوں کی ہر ادا بُلّاتی ہے  
 سر بلندیاں سیکھو خود سری سے کیا لینا  
 روشنی امامت ہے تیرگی سے کیا لینا  
 ہر بیزیدِ دوراں کی سرکشی سے کیا لینا  
 دل جو ایک دریا ہو تشنگی سے کیا لینا  
 علقمہ کے ساحل سے اک وفا بُلّاتی ہے  
 نور کی یہ چوکھٹ ہے روشنی بھی ملتی ہے  
 علم کے خزانے سے آگہی بھی ملتی ہے  
 کربلا کے مقتل میں سروری بھی ملتی ہے  
 یہ حسین کا در ہے زندگی بھی ملتی ہے  
 جس سے ہے بقا سب کی وہ قضا بُلّاتی ہے

حق کی سب عطائیں ہیں ہلّاتی کے رستے پر  
 ہے شہید کی منزل مصطفیٰ کے رستے پر  
 سب کو آ کے ملنا ہے مرتضیٰ کے رستے پر  
 آؤ ہم چلیں لوگوں کربلا کے رستے پر  
 جسمیں ہے ازاں حق کی وہ نوا بِلّاتی ہے

آج اس زمانے میں حرمیں نہ مٹ جائیں  
 اب یہی دُعا مانگو رفعتیں نہ مٹ جائیں  
 وہ حسینیت والی عظمتیں نہ مٹ جائیں  
 زینبی وراثت کی سیرتیں نہ مٹ جائیں  
 بے ردا زمانے کو اک ردا بِلّاتی ہے

کربلا سے جنت کا راستہ بھی ملتا ہے  
 اہل حق کا خود حق سے اک پتہ بھی ملتا ہے  
 منزلیں بھی ملتی ہیں راستہ بھی ملتا ہے  
 نعمتیں بھی ملتی ہیں اور صلہ بھی ملتا ہے  
 ایسے سرفروشوں کو خود جزا بِلّاتی ہے

کربلا میں جو اٹھا وہ علم اٹھانا ہے  
 موت کے طلاطم میں پھر قدم جمانا ہے  
 زندگی کے صحرا کو خون سے سجانا ہے  
 سر قلم یہ ہو جائے سر نہیں جھکانا ہے  
 جو حسینؑ نے کی تھی وہ دعا بِلّاتی ہے  
 ظلمتیں نہیں باقی فکرِ آلِ باقی ہے  
 جو دیا امامت نے وہ خیال باقی ہے  
 جان دینے والوں کی ہر مثال باقی ہے  
 ذکرِ کربلا پیہم اے ہلالِ باقی ہے  
 آج اپنے پیاسوں کو علقمہ بِلّاتی ہے



## یا امامِ زماں (ؑ)، یا امامِ زماں (ؑ)

شاعر: شاداں دہلوی

آپ (ؑ) سے دور رہ کر پریشان ہیں  
اپنی حالت پہ ہم خود ہی حیران ہیں  
ساری اپنی تباہی کے سامان ہیں  
اپنے چاروں طرف کتنے طوفان ہیں

آپ (ؑ) ہیں بادباں یا امامِ زماں (ؑ)

اپنے اعمال سے ہے ندامت بہت  
ہم پہ ٹوٹی ہوئی ہے مصیبت بہت  
دشمنوں سے ہے ہم کو اذیت بہت  
ظلم کی دھوپ میں ہے تمازت بہت

اور اس دھوپ میں آپ ہیں سائبان

جانتے تھے کہ کوئی سہارا نہیں  
 ساری دنیا میں کوئی ہمارا نہیں  
 اس سمندر کا کوئی کنارہ نہیں  
 آپ کو ہم نے پھر بھی پکارا نہیں  
 ہو گیا اپنا دشمن یہ سارا جہاں  
 زندگی میں جو راحت میسر نہیں  
 اور متاعِ قناعت میسر نہیں  
 صبر کرنے کی ہمت میسر نہیں  
 ہم کو کوئی قیادت میسر نہیں  
 مبتلا گمراہی میں ہے اب کارواں  
 اپنے اعمال کا کیا مداوا کریں  
 ہے سب اپنی خطا کس کا شکوہ کریں  
 اس زمانے میں کس پر بھروسہ کریں  
 نہ سنیں آپ بھی گر تو پھر کیا کریں  
 ہے ہماری بہت دکھ بھری داستاں

ساری دنیا میں اب کوئی اپنا نہیں  
 زندگی کا ہمیں اب سلیقہ نہیں  
 جس کو سمجھا تھا اچھا وہ اچھا نہیں  
 اب کسی سے ہمیں کچھ بھی کہنا نہیں  
 ہم کو کہتے ہیں کافر یہ اہل جہاں

یہ زمیں ہے نہ اپنی نہ یہ آسماں  
 بڑھتی جاتی ہیں اُمت کی بے تابیاں  
 المدد، المدد، شاہ کون و مکاں  
 الغیث، الغیث اے شہہ دو جہاں  
 الحفیظ، الحفیظ، الاماں الاماں

کس طرح حال اپنا سنائیں گے ہم  
 آپ کو کس طرح سے بلائیں گے ہم  
 آپ نے کیسے نظریں ملائیں گے ہم  
 آپ آئے تو کیا منہ دکھائیں گے ہم  
 بیکراں ہیں ہماری پشیمانیاں

اب زیادہ نہ تاخیر فرمائیے  
 اب تو لِلہ تشریف لے آئیے  
 قوم کے حال پر اب حُرس کھائیے  
 اب تو آجائیے اب تو آجائیے

آپ کا منتظر ہے یہ سارا جہاں

بیکسوں کا تو سارا جہاں کھو گیا  
 یہ زمیں کھو گئی آسماں کھو گیا  
 کچھ یہاں کھو گیا کچھ وہاں کھو گیا  
 منزلیں کھو گئیں کارواں کھو گیا

گرہی نے مٹایا ہے نام و نشان

قوم پر آج ہے یورشِ رنج و غم  
 دشمنوں کے ستم سے پریشاں ہیں ہم  
 آپؐ آجائیں تو یہ مصیبت ہو کم  
 اپنے شاداں پہ بھی اک نگاہِ کرم

مٹ نہ جائے کہیں اپنا نام و نشان

# ایمن مصطفیٰؐ ایمن مرتضیٰؑ ایمن فاطمہؑ

## مادر حسینؑ

شاعر: وفا کانپوری (مرحوم)

(ایمن مصطفیٰؐ ایمن مرتضیٰؑ ایمن فاطمہؑ)  
اے فاطمہ زہرہؑ اے شہزادی کونین  
اے مادرِ حسینؑ آئیے اور دیکھئے پھر ایک نئی کربلا  
بج رہی ہے پھر دشتِ کربلا پر کسی مظلوم کا خون بہا  
پھر کسی معصوم شہماہ کے گلے پر زخم لگا  
پھر کسی کڑیل جواں کے سینے پر برجھی کا زخم لگا  
اے فرزند زہرہؑ اے امام زمان (ع)  
انتقام کر بلا کیلئے ظہور فرمائیے  
ایمن مصطفیٰؐ ایمن مرتضیٰؑ ایمن فاطمہؑ مادر حسینؑ  
دشتِ کربلا ہے لہو لہو دیں کو چاہیے لشکر حسینؑ

پھر یزیدی فکر ہو رہی ہے عام  
دل سے اُٹھ نہ جائے تیرا احترام  
اے میرے خدا رَپ صَبحِ شام  
اب تو بھیج دے بارہواں امام (ع)

اے میرے امامؑ فاطمہؑ کے لال

دیکھتے ہیں آپ اہل حق کا حال

کیسے مضطرب کتنے پر ملاں

سب کے لب پہ ہے ایک ہی سوال

کتنی تلخ ہے آج کی فضا

یاد آگئی جہدِ کربلا

وہ مقابلہ جبر و صبر کا

پھر یزید ہیں درپے جفا

اب یہ سمجھے لوگ کیا تھی کربلا

دشمنِ حسینؑ لاکھ اشقیا

پھر بھی شاہ کا سر نہ جھک سکا

ہم اُسی کو آج دیتے ہیں صدا

المدد حسین المدد شہید

ہر طرف ہیں شمر ہر طرف یزید

ہم اسیر غم دشمنوں کی عید

ہر ستم کے بعد اک ستم مزید

بحم کی زد پہ ہے زیست کا چمن

جل رہے ہیں شہر پھنک رہے ہیں بن

کربلا نجف سب شکستہ تن

المدد امامؑ اے شہ زمین

اب مگر کہاں لشکر حسین

ہو چکے شہید یاد حسین

سر برہنہ ہے خواہر حسین

کس کو دے صدا دختر حسین

لٹ چکے حرم جل چکے خیام

دن تو کٹ گیا اب مگر یہ شام

ایک ایک نفس موت کا پیام

نم ہر ایک سر خود سے ہم کلام

کوفے جائیں گے کل یہ خستہ حال  
دل پہ لاکھ زخم رخ پہ بکھرے بال  
کب تک آئے گا ربّ ذوالجلال  
ان کا منتقم شیرِ حق کا لال

نیزے آتے ہیں تیر آتے ہیں

شاعر: پروفیسر حسن اکبر کمال

نیزے آتے ہیں تیر آتے ہیں  
مولاً زخموں پہ زخم کھاتے ہیں  
رن میں تنہا جو رہ گئے ہیں حسین  
نیزے آتے ہیں تیر آتے ہیں

اب نہ اکبر نہ قاسم نہ عباس ہیں  
مولاً اک پیکرِ حسرت و یاس ہیں  
تھے ستم جو بھی سہہ گئے ہیں حسین



ہائے آلِ نبیؐ یوں رس میں بندھیں  
 گوشوارے چھنیں، تازیانے لگیں  
 غم یہ کیسے سہیں، ہوں حرم بے ردا  
 سارے صدمے تو سہہ گئے ہیں حسینؑ

تیر کھا کے جو تم، خُلد میں جاؤ گے  
 دادی دادا کو تم، منتظر پاؤ گے  
 جا کے اُن کو دکھانا یہ زخمی گلا  
 ننھے اصغرؑ سے کہہ گئے ہیں حسینؑ

دشت میں خیمہ گاہوں سے اُٹھتا دھواں  
 سائے کی سناٹا رہا داستاں  
 قافلہ جانبِ شام رخصت ہوا  
 اور مقتل میں رہ گئے ہیں حسینؑ

یاد رکھنا ہے بابا کا طرزِ بیاں  
 کرنا دربار میں تم جہادِ زباں  
 دل بڑھانا سکینہ کا سجاد کا  
 بی بی زینبؑ سے کہہ گئے ہیں حسینؑ

بس وہ الشام الشام کہتے رہے  
 شدت رنج و آلام کہتے رہے  
 مولا سجاد کے سارے اشک عزا  
 جو لہو بن کے بہہ گئے ہیں حسینؑ

میں نے فاسق کو سردار مانا نہیں  
 سر قلم ہو تو ہو، سر جھکانا نہیں  
 راہ حق میں کرو اپنی جانیں فدا  
 مومنوں سے یہ کہہ گئے ہیں حسینؑ

ہیں غلاموں نے آنسو جو ہدیہ کیے  
 یہ لحد میں کمال اپنی ہو گئے دیئے  
 بعد کرب و بلا بر لب سیدہ  
 بن کے فریاد رہ گئے ہیں حسینؑ

# شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار

شاعر: ڈاکٹر ہلال نقوی

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار

لافتیٰ! الّا علیّ لا سیف الّا ذوالفقار

ہر طرف ہوگا زمیں پر ظلم کا جب اقتدار

پھر علیّ کی نسل سے اٹھے گا اک حجتِ شعار

فاسقوں کے سر پہ چمکے کی علیّ کی ذوالفقار

پھر سنیں گے لافتیٰ کی گونج سب دشت و دیار

پھر یہی آواز آئے گی فلک سے بار بار

جب ظہور ہوگا تو باطل کے جگر پھٹ جائیں گے

کفر کے چہرے فنا کی دھول میں اٹ جائیں گے

خیبر و خندق کے جتنے ابر تھے چھٹ جائیں گے

عمر ابن عبدود جیسوں کے سرکٹ جائیں گے

ہر نظر ہوگی امامِ عصر (ع) کی مرحبِ شکار

جب امامِ عصر (ع) کی غیبت تمام ہو جائے گی  
 اور پھر اُسکی خبر دنیا میں عام ہو جائے گی  
 زندگی باطل پرستوں پر حرام ہو جائے گی  
 ذوالفقارِ حیدری پھر بے نیام ہو جائے گی  
 حیدری ضربوں سے ہل جائے گا عرشِ کردگار

ایسی شمشیریں بھلا کب ہیں کسی کے ہاتھ میں  
 روشنی لہرا رہی ہے روشنی کے ہاتھ میں  
 موت کا قانون ہے یہ زندگی کے ہاتھ میں  
 ذوالفقارِ آئی علیؑ سے پھر علیؑ کے ہاتھ میں  
 پھر علیؑ کی تیغ سے چمکے گا عرشِ کارزار

انکی نظروں میں ہر اک ظلم و جفا کا دور ہے  
 پست انکے سامنے لیکن سپاہِ جور ہے  
 ذوالفقارِ حیدری کا ڈھنگ ہی کچھ اور ہے  
 پھر وہی رفتار میں خیرِ شکن کا طور ہے  
 پھر ہوا کے دوش پہ آیا کوئی دُلڈل سوار

آپ ہیں اللہ کے آخر ولی آجائے  
 ہر طرف ہے زندگی میں کھلبلی آجائے  
 روشنی تاریک سانچوں میں ڈھلی آجائے  
 اے امام عصر (ؑ) اے ابن علی آجائے  
 جس طرف بھی دیکھئے ہے ہر طرف اک انتشار

لے کے آئیں گے امام عصر (ؑ) قرآن کا پیام  
 کفر کے پردے میں چھپ جائیگی ظلمت تمام  
 ذوالفقار حیدری لیکر بڑھیں گے جب امام (ؑ)  
 ختم ہو جائے گا اک لمحے میں باطل کا نظام  
 اور بڑھ جائے گا دنیا میں صداقت کا وقار

آپ آئیں گے تو ساتھ ہوگا علم بھی آپ کے  
 دیں گے منزل کا پتہ نقش قدم بھی آپ کے  
 سر پہ ہوگا سایہ شاہ اُمم بھی آپ کے  
 کاش مولاً جانثاروں میں ہوں ہم بھی آپ کے  
 آپ کا ہے سب عزاداروں کو مولاً انتظار

پھر شہادت کی تمنا رائیگاں ہونے لگی  
 پھر بہارِ کربلا نذرِ خزاں ہونے لگی  
 جبر کی پھر داستاں مولّا بیاں ہونے لگی  
 پھر یزید و شمر کی سازش عیاں ہونے لگی  
 پھر زمانے کی روش سے کربلا ہے سوگوار

آئیے مولا (ع) کے پھر ہم سے وفائیں چھن گئیں  
 ہاتھ سے تسبیح ہونٹوں سے دُعا ئیں چھن گئیں  
 سانس لینا بھی ہوا مشکل ہوا ئیں چھن گئیں  
 رو رہی ہے زندگی سر سے ردا ئیں چھن گئیں  
 آپ آئیں گے تو ہوگا پھر بقا کا اعتبار

آپ کے پیشِ نظر ہے سب نظامِ کربلا  
 آپ کی نظریں سمجھتی ہیں مقامِ کربلا  
 آپ کو لینا ہے مولّا انتقامِ کربلا  
 دے رہی ہے آپ کو آوازِ شامِ کربلا  
 آپ ہی سنتے ہیں مولا (ع) خونِ اصغرؑ کی پکار

جب ہلا آئیں گے وہ بیدار ہوگی کربلا  
 ہر قدم پر زندگی آثار ہوگی کربلا  
 بیعت فاسق کا اک انکار ہوگی کربلا  
 پھر علم اٹھیں گے پھر تیار ہوگی کربلا  
 نوک نیزہ پر کہے گی زندگی یہ بار بار

آئیے اپنے مولّا سے باتیں کریں

شاعر: پروفیسر سبط جعفر زیدی

آئیے اپنے مولّا سے باتیں کریں  
 آج موقع بھی ہے اور فرصت بھی ہے

میں مخاطب جو ہوں وہ بھی موجود ہیں  
 خود کلامی نہیں ہے سماعت بھی ہے  
 میرا ایمان ہے میرا اعلان ہے  
 آپ غائب نہیں بلکہ موجود ہیں  
 آپ واقف بھی ہیں اور قادر بھی ہیں  
 یہ برا وقت ہے میری نصرت کریں

مجھ سے باتیں کریں مجھ کو شاباش دیں  
 میری خدمات کی میرے کردار کی  
 داد دیجئے مجھے میری سچائی کی  
 میرے افکار کی میرے اشعار کی  
 گر گناہگار ہوں اور خطاکار ہوں  
 تو بھی کیا ہے بشر ہوں پیمبر نہیں  
 میں نہ معصوم و مرسل و وحی و ولی  
 میں فرشتہ نہیں کوئی رہبر نہیں  
 نام پر جو تیرے مجھ سے دھوکا کرے  
 واسطے اُنکے شمشیر و تلوار ہوں

میری ہستی بھی کیا میری طاقت بھی کیا  
 آپ کا ساتھ ہے تب ہوں ثابت قدم  
 میں جو مدِّ مقابل ہوں اشرار کے  
 شاملِ حال ہے آپ ہی کا کرم  
 میری روداد کو میری فریاد کو  
 کوئی سنتا نہیں کس کو آواز دوں  
 جو بھی ہوتا رہے ہونے دوں چپ رہوں  
 آپ فرمائیے آقا میں کیا کروں



المدد المدد الاماں الاماں  
 العجل العجل یا امام زماں (ع)  
 ٹوٹ پڑنے کو ہیں ہم پر اب بجلیاں  
 اے امام زماں (ع) الاماں الاماں

ہم نے مانا کہ ہم سب گنہگار ہیں  
 آپ کے نام لیوا ہیں حُب دار ہیں  
 اُنکے رحم و کرم پر نہ چھوڑیں ہمیں  
 دشمنِ دین و ملت جو اشرار ہیں  
 اُٹھ رہے ہیں جو فتنے ہمارے خلاف  
 اُنکے مددِ مقابل اعانت کریں  
 مرجعیتِ عزاداری نعمات ہیں  
 آپ ہی مولّا ان کی حفاظت کریں  
 جکڑو پاسِ شریعت نہیں ہے ذرا  
 اُنکا کیا تذکرہ اُن کا شکوہ بھی کیا  
 ظاہراً مولا جو لوگ دیں دار ہیں  
 آپ پر ہے عیاں اُن کا سب ماجرا

مگنی مہندی شادی ولیمہ حضور  
 اپنی خوشیوں میں شامل ہے فسق و فجور  
 حد یہ ہے موت اور غم کے موقعوں پہ بھی  
 دن بدن ہو رہے ہیں شریعت سے دور  
 حکمت شریعت ہے تنقید کی  
 زد میں مولا (ع) مدد آپ فرمائیے  
 اب نہیں کوئی اُمید اصلاح کی  
 ذوالفقار علی لکے آجائیے

اوڑھ کر شیر کی کھال دے ہرن  
 بھیڑیے بھیڑ بھی شیر نہ ہو گئے  
 مولوی مفتی قاضی نمازی مجاہد  
 قلم کار بھی پیشہ ور ہو گئے  
 فرق مظلوم و ظالم میں باقی نہیں  
 علم پر جہل غلبے کی کوشش میں ہے

رب کعبہ تجھے تیرا ہی واسطہ  
 ابرہہ پھر سے حملے کی کوشش میں ہے  
 طمع کی دیمک اس قوم کو کھا گئی  
 بات منبر سے محراب تک آگئی

تکتے تکتے تیری راہ اے منظر (ع)  
سبط جعفر کی بھی آنکھ پتھرا گئی

اے امام زماں (ع) شاہِ ہر دو جہاں  
کیوں میں دب کر رہوں آپ آجائیں تو  
ہیں جو دشمن زمیں آسماں بھی میرے  
پھر بھی تن کر چلوں آپ آجائیں تو  
طعنہ دم ہیں جو مجھ پر یہ اہل جہاں  
سب کو سمجھاؤں یہ میرے بس میں کہاں  
آپکے سامنے ان کی اوقات کیا  
میں انھیں دیکھ لوں آپ (ع) آجائیں تو

مسجدیں سچ رہیں ہیں یہاں ہر قدم  
دل جو گھر ہیں خدا کے وہ ویران ہیں  
دل میں تیرہ شمی پھیکی پھیکی ہنسی  
میں چراغاں کروں آپ (ع) آجائیں تو  
اے شہِ بجزو بر اے شہِ منظر (ع)  
میرے حالات کی آپ (ع) کو ہے خبر  
ہے نکیروں کی پرش تو برحق مگر  
کیوں حساب اُنکو دوں آپ (ع) آجائیں تو

انتقامِ شہیدانِ کرب و بلا  
 دیکھنا ہے مجھے شاہِ ہر دوسرا  
 موت اس شرط پر مجھ کو منظور ہے  
 پھر سے میں جی اُٹھوں آپ (عج) آجائیں تو  
 نغمہِ ہائے موذت سناتا ہوں میں  
 آپ (عج) کے عاشقوں کو لہباتا ہوں میں  
 آپ کی راہ میں مولا سجدے کروں  
 اور قصیدے پڑھوں آپ (عج) آجائیں تو

شاعرِ خوشنوا سبطِ جعفر ہوں میں  
 سب کو معلوم ہے کس کا نوکر ہوں میں  
 میں مصیبت میں ہوں آپ (عج) غیبت میں ہیں  
 کیوں مصائب سہوں آپ (عج) آجائیں تو

شام و کوفہ کے دربار و بازار میں  
 خولی و شمر کی سختیاں کیوں سہوں  
 یہ سکینہ کی عمو سے فریاد تھی  
 کیوں میں پیاسی رہوں آپ (عج) آجائیں تو

## خدارا اذن دیجئے خدارا یا امام

شاعر: پروفیسر وفا کانپوری مرحوم

اے مرے امام اے مرے امام اے مرے امام  
اے مولا حسین اے آقا حسین  
میں تڑپ رہا ہوں اپنی جان آپ پر قربان کرنے کیلئے  
اے مرے آقا حسین میں تڑپ رہا ہوں  
فرزند زہرہ کے عشق میں اپنے خون میں غلطاں  
ہونے کیلئے اے مرے مولا، میں پیاسا ہوں  
اُس تلوار کا جو میرا خون بہائے  
مرے آقا میں منتظر ہوں اس وقت کا  
جب آپ کی گود میں میری روح نکل رہی ہو  
خدارا یا امام مجھے شہید ہونے کی اجازت دیجئے  
خدارا اذن دیجئے خدارا یا امام  
ملے شہید ہونے کا اشارہ یا امام

زہیر ہوں کہ جون ہوں شہید ہو چکے سبھی  
 تڑپ رہا ہوں دیر سے مصیبتوں میں آپکی  
 بڑی عجیب لگ رہی ہے مجھکو اپنی زندگی  
 دکھائیے بہشت کا نظارہ یا امام  
 ملے شہید ہونے کا اشارہ یا امام

یہی رہا ہے مقصدِ حیات اپنا عمر بھر  
 حدِ ادب سے آگے بڑھ نہ پائے کوئی اہل شر  
 جو ہو سکے تو زندگی ثارِ کردوں آپ پر  
 اسی رَوْش پہ زیست کو گذارا یا امام  
 ملے شہید ہونے کا اشارہ یا امام

غلام آپکے کبھی ڈرے نہ موت و قبر سے  
 نبرد آزما رہے ہمیشہ اہلِ جبر سے  
 مگر یہ فکر ہے گذر نہ جائیں حدِ صبر سے  
 اب اور امتحاں نہ لیں ہمارا یا امام  
 ملے شہید ہونے کا اشارہ یا امام

شہید مجھ سے پیشتر حسن کا لال ہو گیا  
 ہجومِ غم سے سانس لینا بھی محال ہو گیا  
 علم سنبھالوں کس طرح کہ دل ٹڈھال ہو گیا  
 نہیں ہے اب یہ زندگی گوارا یا امام  
 ملے شہید ہونے کا اشارا یا امام

علم کی آبرو جو تھے وہ لشکری گذر گئے  
 بقائے دیں کے واسطے عجیب کام کر گئے  
 لہو میں اپنے ڈوب کر وفا کے گھاٹ اتر گئے  
 جدائی اُن کی کیسے ہو گوارا یا امام  
 ملے شہید ہونے کا اشارا یا امام

سنا ہے دل پہ کھائے گا شبیہ مصطفیٰ سنا  
 بنے گا تیر ظلم کا نشانہ حلق بے زباں  
 گلوئے خشک پر چلے گا خنجر ستم گراں  
 بنائے حشر ہوگا یہ نظارہ یا امام  
 ملے شہید ہونے کا اشارا یا امام

سنا ہے بعدِ عصر یہ ستم بھی ڈھائے جائیگے  
 خیامِ اہل بیت لوٹ کر جلائے جائیگے  
 برہنہ سر گلی گلی حرم پھرائے جائیگے  
 یہ سوچ کر ہی دل ہے پارہ پارہ یا امام  
 ملے شہید ہونے کا اشارا یا امام

وفا شناس لوگوں کا بڑھا رہی ہے حوصلہ  
 فضائے کربلا میں گونجتی ہوئی یہ اک صدا  
 بھد خلوص آج بھی نثار کردیں برملا  
 اگر ملے یہ زندگی دوبارا یا امام  
 ملے شہید ہونے کا اشارا یا امام

## حسینؑ حسینؑ شعار ما شہادت افتخار ما

شاعر: فرحت پختی

حسینؑ حسینؑ شعار ما شہادت افتخار ما  
 رہ شہید کربلا در اصل رہگذار ما



نظر نظر ہے کربلا دل و جگر ہے کربلا  
 بہ فیضِ زینبِ حزیں نگر نگر ہے کربلا  
 شعورِ زندگی ادھر، جدھر جدھر ہے کربلا  
 بہ جوشِ حوش و آگہی ہمارا گھر ہے کربلا  
 رہیں سراپا محوِ غم یہی صد افتخار ما

بحکمِ ربِّ مصطفیٰ نبی کا حق ادا کریں  
 کہ بارِ قرض سے عبث خمیدہ کیوں رہا کریں  
 رہیں نہ محوِ گریہ کیوں بکا نہ کیوں کیا کریں  
 رہِ نجات ہے یہی حسین سے وفا کریں  
 کہ ذبح شد اُو تشنہ لب امامِ ذی وقارِ ما

نہ قاسمِ حزیں ہے اب نہ اکبرِ جواں رہے  
 حرمِ تمام لٹ چکے خیامِ شاہِ جل گئے  
 دُرِ سکینہ جاں چھینے طمانچے ظلم کے لگے  
 پُکاری زینبِ حزیں کوئی ذرا مدد کرے  
 سوئے جناں روانہ شد تمام غمگسارِ ما

متاعِ زندگی ہے کیا سوائے شیون و بُکا  
 غمِ حسین ہے فقط ہماری روح کی غذا  
 اسی غمِ حسین نے فنا کو بخشی ہے بقا  
 یہی ہے ربطِ زندگی و گر نہ زندگی گُجا  
 کہ چشمِ خونفشانِ ما دل و جگر فگارِ ما

پس شہادتِ پسرِ رُباب کرتی تھی بُکا  
 شہیدِ اقربا ہوئے سروں سے چھن گئیں ردا  
 بلا کے مہماں ہمیں رسول سے دعا کیا  
 بس اک سوالِ آب پر شہیدِ تشنہ لب ہوا  
 بہ ظلمِ تیرِ حُرملہ صغیرِ گلِ عذارِ ما

بجا ہے فرحتِ حزیں کسی کو کیا کلام ہے  
 غمِ حسین کو فقط زمانے میں دوام ہے  
 جہانِ آب و گل میں بس اُسی کا ذکر عام ہے  
 جو سرِ بَریدہ بے کفن جو تشنہ لب امام ہے  
 ذبحِ دشتِ نینوا غریب و بے دیارِ ما

الہی الہی قائم رہے یہ ماتم

تا انقلاب قائم (ع)

شاعر: ڈاکٹر ہلال نقوی

(کربلا سے آتی ہے صدا

شام و کاظمین و سامرا

نجف مدینہ و دشتِ نینوا

ہے یہ ذرے ذرے کی صدا

ہاتھ جب دُعا میں اٹھ گیا

جب بھی سجدے گاہ پہ سر جھکا

دل کی تہہ سے عشق جب چلا

سب کے لب پہ آگئی دُعا)

الہی الہی قائم رہے یہ ماتم، تا انقلاب قائم (ع)

اے خدا دلوں سے یہ جدا نہ ہو

جب تلک ظہورِ حق نہ ہو

یہ جتنے واقعے ہیں تاریخی و سماجی  
 اک ان میں کربلا ہے، رسمی ناک رواجی  
 ماتم ہے درحقیقت، اک روح احتجاجی  
 قائم رہے یہ ماتم، تا انقلاب قائم (ع)

بخشتے ہیں اہل حق نے جذبے یہ اضطرابی  
 ہر رنگ کربلائی، ہر ڈھنگ بوتراپی  
 ماتم وہی کریں گے جو ہوں گے انقلابی  
 ٹھہرے گا اب نہ ماتم، تا انقلاب قائم (ع)

ماتم ہر اک ادا میں ہر طور میں رہے گا  
 ہر جبر میں رہے گا ہر جور میں رہے گا  
 مظلوم کا یہ ماتم ہر دور میں رہے گا  
 ہوگا کبھی نہ یہ کم، تا انقلاب قائم (ع)

اے ماتمی جوانو! تم سے خدا ہو راضی  
 جن میں حسینیت ہے، جیتیں گے سر کی بازی  
 جابر کے سامنے بھی سچ بولتے ہیں غازی  
 یہ سر کبھی نہ ہو خم، تا انقلاب قائم (ع)

ملت کی زندگی میں، جذبے یہ کربلا کے  
 ہر ذہن ہر نظر میں، انداز یہ وفا کے  
 ہر خطہ زمیں پر یہ سلسلے عزا کے  
 یوں ہی رہیں گے محکم، تا انقلاب قائم (ع)

شہید کی شہادت سب کے لیے ہے محکم  
 کرتی بھی ہو زمانہ جاری رہے گا ماتم  
 اس فکر کربلا کو محدود کیوں کریں ہم  
 ہر نفس محرم، تا انقلاب قائم (ع)

عباسؑ کا یہ پرچم جب بھی کہیں اٹھے گا  
 اس کے تلے ہمیشہ یہ قافلہ چلے گا  
 پرچم کے سائبان میں ماتم سدا رہے گا  
 اونچا رہے یہ پرچم، تا انقلاب قائم (ع)

ذکر شہید سب کے ہونٹوں پہ ہو درخشاں  
 سینے میں کربلا ہو اور چاک ہو گریباں  
 ماتم کا ہاتھ سب کے سینے پہ ہو نمایاں  
 اور آنکھ بھی ہو پُر نم، تا انقلاب قائم (ع)

کرتی رہی یہ دنیا اس غم سے استفادہ  
 اس کے جلوس اب بھی بڑھتے ہیں پا پیادہ  
 ہر سال سوگ اس کا ہوتا رہے زیادہ  
 ماتم رہے یہ پیہم، تا انقلاب قائم (ع)

ہونٹوں پہ ذکر اُن کا جب بھی ہلاآ آیا  
 جب بھی بقائے حق کا کوئی سوال آیا  
 اے کربلا کے مقتل تیرا خیال آیا  
 ہے یہ خیال ہر دم، تا انقلاب قائم (ع)

## خدا حافظ خدا حافظ

شاعر: سرفراز ابد

میرے	جانی	میرے	اکبرؑ
خدا	حافظ	خدا	حافظ
کہوں	کیسے	علی	اکبرؑ
خدا	حافظ	خدا	حافظ

شبِ مصطفیٰ اکبرؐ، جمالِ مرتضیٰ اکبرؑ  
 کرے کیا بے کس و مضطر نگہاں ہے تیرا داور  
 پکاری رو کے یہ مادر، خدا حافظ خدا حافظ

اسی دن کے لیے شاید تجھے پالا تھا اے بیٹا  
 خدا کی راہ میں تجھکو کروں شیر پر فدیہ  
 نہاؤ خون میں جا کر، خدا حافظ خدا حافظ

نہ دیکھا جائے گا تم سے پھوپھی کا حال ابتر ہے  
 مصلے پر وہ گریہ ہے کہ ایک بہتا سمندر ہے  
 اجازت اُن سے لو جا کر، خدا حافظ خدا حافظ

مگر صغراً مدینے میں بہت فریاد کرتی ہے  
 تڑپتی ہے تری فرقت میں تجھ کو یاد کرتی ہے  
 کہے گی اس سے کیا مادر، خدا حافظ خدا حافظ

اجڑتی جا رہی ہے مصطفیٰؐ کی آں تو دیکھو  
 بلا کے دشت میں بیٹا پدر کا حال تو دیکھو  
 اکیلے رہ گئے سروں، خدا حافظ خدا حافظ

محمدؐ مصطفیٰؐ کی اب زیارت تو کرا جاؤ  
 سبھی مشتاق ہیں بیٹا صدا اپنی سنا جاؤ  
 ازاں دو اے علی اکبرؑ، خدا حافظ خدا حافظ

آبد چشمِ فلک نے کر بلا میں کس طرح دیکھا  
کہ بوڑھا باپ اٹھاتا ہے جواں فرزند کا لاشہ  
جو کہتا تھا یہ رو رو کر، خدا حافظ خدا حافظ

## میں روحِ کر بلا ہوں سفیرِ حسینؑ ہوں

شاعر: پروفیسر وفا کانپوری مرحوم

میں روحِ کر بلا ہوں سفیرِ حسینؑ ہوں

عزمِ امامِ عصرؑ ضمیرِ حسینؑ ہوں

مختار میرا نام ہے میثمِ شعار ہوں

زہرہ کے دل کا چین علیؑ کا قرار ہوں

خونِ حسینؑ کا مجھے لینا ہے انتقام

نسلِ یزیدیت کے لئے ذوالفقار ہوں

یوں لوں گا اہل ظلم سے ہر ظلم کا حساب

پورا نہ ہوگا آلِ اُمیہ کا کوئی خواب

دنیا میں اہل بیتِ محمدؐ سے حشر تک

بیعت طلب نہ ہوگا کوئی خانماں خراب



بدلہ وہ لوں گا شہ کے گھرانے کے واسطے  
 جو ہوگی اک مثال زمانے کے واسطے  
 ڈھونڈے نہ مل سکے گا کوئی پیرو یزید  
 سفیانیت کی لاش اٹھانے کے واسطے

رہنے نہ دوں گا چین سے شمر و یزید کو  
 نسلیں رکھیں گی یاد عذابِ شدید کو  
 نام و نشان سب کا مٹا دوں گا دہر سے  
 جس جس نے دکھ دیئے ہیں حسینؑ شہید کو

ہیں نقش اک اک دل پُر ملال پر  
 ٹوٹیں تھیں جو قیامتیں زہرہ کے لال پر  
 انسانیت پہ قرض ہے ان سب کا انتقام  
 ڈھائے گئے جو ظلم محمدؐ کی آل پر

وہ تشنگی وہ نہر وہ عباسؑ باوفا  
 وہ برچیوں کے وار وہ ہمشکلِ مصطفیٰؐ  
 وہ اشتیاق کے گھوڑے وہ قاسمؑ سا گلبدن  
 وہ فوجِ شام و کوفہ و زینبؑ کے دلربا

وہ ظلم کائنات میں جس کی نہیں مثال  
 وہ حرملہ کا تیر وہ اصغرؑ سا نو نہال  
 وہ شمرؑ نابگار وہ بوسہ گہہ رسولؐ  
 وہ سر بریدہ لاشے کیا جن کو پائمال

اہل حرم کے خیمے جلانے کا انتقام

زین العباءؑ کو درے لگانے کا انتقام

قیدی بنا کے کوچہ و بازار شام میں

زہرہؑ کی بیٹیوں کو پھرانے کا انتقام

کہہ دیجئے یہ دشمن شیرؑ سے وفا

ذکر غم حسینؑ ہے وہ زندہ معجزہ

باقی رہیگا جب نہ کوئی ذی نفس وجود

آئی گی یا حسینؑ کی اُس وقت بھی صدا

## یا حضرت صاحب الزماں (ع) اور کنی

شاعر: ڈاکٹر ہلال نقوی

ادر کنی، السّاعہ، العجل

یا حضرت صاحب الزماں (ع) اور کنی

تاریخ ہے پھر شعلہ فشاں اور کنی

ہیں ارض سماں جو فُعاں اور کنی

جس سمت بھی دیکھیں کوئی مقتل ہے گھلا

یا حضرت صاحب الزماں (ع) اور کنی

پھر جبر صداقت کے مقابل ہے یہاں

پھر زد پہ سانوں کے ہر ایک دل ہے یہاں

انسان پھر انسان کا قاتل ہے یہاں

اٹھتا ہے کلیجوں سے دھواں اور کنی

جو صبح کو گھر سے کہیں دو گام گئے

وہ قبر کے گوشے میں سرِ شام گئے

کس کس کے لئے قبر کے پیغام گئے

یوں اٹھ گئے کتنے ہی جواں اور کنی

مولاً ہیں فقط آپ زمانے کے امام  
 پھر لیجئے ہم اہل مودت کا سلام  
 ہو جائے زیارت بھی ہر اک شخص پہ عام  
 کرتے ہیں دعا سب یہ یہاں ادراکنی

حق کی بھی صدا آج نہاں ہے مولاً  
 سب آپ پہ یہ حال عیاں ہے مولاً  
 قرآن بھی فریاد کناں ہے مولاً  
 ہر بار یہ کہتی ہے ازاں ادراکنی

پھر ماہِ محرم سے گھلا درسِ وفا  
 پھر چشمِ تصور میں ہے مقتل کی فضا  
 کرتے ہیں بہت یاد سبھی اہل عزا  
 اک قافلہٗ تشنہ لبان ادراکنی

پھر آج ہے نظروں میں شہیدوں کا سفر  
 پھر خاک پہ بیٹھا ہے محمدؐ کا یہ گھر  
 پھر عوٹ و محمدؐ کے تڑپتے ہیں جگر  
 پھر خشک ہے اصغرؑ کی زباں ادراکنی

بچوں نے نہ قطرہ کوئی پانی کا پیا  
ان شمر شعاروں نے کہاں چین دیا  
سینے پہ جو سوتی تھی یتیم اس کو کیا  
آنکھوں سے لہو بھی ہے رواں ادرکنی

پھر چشمِ تصور میں ہے عاشور کا دن  
لو ختم ہوا خیمہ پُر نور کا دن  
کس طرح سے بھولیں کسی مجبور کا دن  
بازو پہ ہیں رسی کے نشان ادرکنی

یہ ماہِ عزا جب بھی ہلال آتا ہے  
کیا کیا نہ اسیروں کا خیال آتا ہے  
دل میں بھی عجب درد و ملال آتا ہے  
ہر حرف سے ہو اشک رواں ادرکنی

# اے میری بہن بے پردہ نہ پھر میں شرم سے گڑ گڑ جاتا ہوں

شاعر: سبط جعفر

اے میری بہن بے پردہ نہ پھر میں شرم سے گڑ گڑ جاتا ہوں  
تو وارث چادر زینبؑ ہے میں تجھ کو یاد دلانا ہوں  
تُو اُسکی محبؑ ہے جسکے لئے تعظیم کو اٹھتے تھے سروڑ  
مت بھول میری خواہر تو بھی زہرہؑ کی دعاؤں کا ہے اثر  
اے میری بہن مت بھول اسکو تو فرد نہیں اک کنبہ ہے  
تجھ پر ہے بڑی ذمہ داری نسلوں کی حفاظت کرنا ہے  
ہے دنیا و دینداری تجھ سے مانا ہے عزاداری تجھ سے  
چل اُسوہ زہرہؑ پر تاکہ اللہ بھی ہو راضی تجھ سے  
کرنا ہے تجھے دین کی خاطر پھر عونؑ و محمدؑ کو تیار  
گر وقت پڑا زینبؑ کی طرح کرنا ہے تجھی کو بیڑہ پار  
ہے علم و عمل تیری دولت اور شرم و حیا تیرا زیور  
نگراں ہے امام زماں تجھ پر مت بھول میری پیاری خواہر

مت بھولیو زینبِ خستہ جگر تو اپنی نمازِ شب میں مجھے  
 سروڑ نے جو وصیت کی تھی پیغام ہے اکسیں تیرے لئے  
 بے پردہ ہوئے جب اہل حرم منہ اپنا چھپایا بالوں سے  
 جب راہ میں پایا مجب اپنا تب ہوئے سوا لی چادر کے  
 صفدر ہوں شجاع و محمد ہوں یا اصغر و ہاشم نوحہ خواں  
 دیتا ہے تجھے پیغام یہی ہر عالم و ذاکر و مرثیہ خواں  
 ماں بیٹیوں اور بہنوں سے یہی درخواست ہے سبطِ جعفر کی  
 قرآن و نبیؐ اور آلِ نبیؐ ہوں پیشِ نظر ہر ایک گھڑی

اے خدا اے خدا ہے یہی آرزو

شاعر: پروفیسر وفا کاپوری (مرحوم)

اے خدا اے خدا ہے یہی آرزو  
 میں امامِ زماں (ؑ) کا سپاہی بنوں  
 سارے انصارِ قربان ہوں بعد میں  
 سب سے پہلے فدا اپنی جاں میں کروں

مثلِ میثمِ جلا کے چراغِ وفا  
 بھردوں اپنے لہو سے ایامِ وفا  
 قافلہ حریت کا نہ بھٹکے کبھی  
 مثلِ حر چھوڑ جاؤں سراغِ وفا

جب علم لیکے مقتل کی جانب بڑھوں

یوں رَجَزِ شانِ مولا علی میں پڑھوں

غم نہیں ہے کہ حق گوئی کے جرم میں

قتل کردے زمانہ کہ پھانسی چڑھوں

میرے آقا کی جانب جو اٹھی نظر

چھین لوں گا اُن آنکھوں سے نورِ نظر

کاٹ دوں گا ہر اُس آدمی کی زباں

بڑھ گیا کوئی حدِ ادب سے اگر

چشمِ دنیا سے پردے اٹھا دوں گا میں

جنگِ خیبر کا منظر دکھا دوں گا میں

جب بھی مولّا سے اذنِ وِعا مل گیا

رَن میں گُشتوں کے پُشتے لگا دوں گا میں



کاش جب میں ہوں مصروفِ کارِ وفا  
معجزہ ایسا دکھائے میرا خدا  
دیکھ کر مجھ کو آلودہٗ خاک و خوں  
خود امامِ زماں (ؑ) کہہ اٹھیں مرجبا

تابہ انجامِ غیبت جو میں نہ رہوں  
اے خدا حق نصرت ادا یوں کروں  
جب امام (ؑ) اپنے لشکر کو ترتیب دیں  
میں بھی تربت سے لہیک کہتا اٹھوں

داغ ہے دل پہ زہرہ کی جاگیر کا  
غم ہے آلِ محمدؐ کی تشہیر کا  
کم سے کم اتنی مہلت خدا بخش دے  
بدلہ میں لے سکو خونِ شیر کا

کربلا میں عجب ظلم ڈھائے گئے  
لوٹ کر شہ کے خیمے جلائے گئے  
مجرموں کی طرح در بدر ننگے سر  
اہل بیتِ محمدؐ پھرائے گئے

اشقیا ظلم پر ظلم ڈھاتے رہے  
بے سبب تازیانے لگاتے رہے  
خون روتے رہے اہل بیتِ نبیؐ  
لوگ جشنِ مسرت مناتے رہے

باندھ کر ایک رسی میں بارہ گلے

سوئے دربارِ شامِ اشقیا لے چلے

کوئی ایسا نہ تھا جو یہی پوچھتا

ختم کب ہوں گے یہ ظلم کے سلسلے

کربلا دے رہی ہے مسلسل صدا

منتظر جانے کب سے ہیں اہلِ ولا

جلد ہو اب ظہورِ امامِ زماں (ع)

اے خدا ہے یہی آرزوئے وفا

# آہ یازہرہ آہ یازہرہ

شاعر: کوثر نقوی

صبت علی مصائب لو اٹھا  
 صبت علی الایام صرنا لیا لھا  
 اے شہزادی فاطمہ زہرہ آپ پر وہ  
 مصائب کے پہاڑ ٹوٹے کہ اگر روشن  
 دنوں پر پڑتے تو وہ تاریک راتوں میں  
 بدل جاتے اگر پہاڑوں پر پڑتے تو وہ شدت  
 غم سے پھٹ کے ریز ریزہ ہو جاتے  
 اے شہزادی کونین آپ پر ظلم کی انتہا ہو گئی  
 آپ کی تربت پر نہ چراغ ہے .....  
 آہ یا زہرہ آہ یا زہرہ  
 آپ پر جو ستم ہو گئے فاطمہ آہ یا زہرہ  
 آپ پر ہو گئی ظلم کی انتہا آہ یا زہرہ

آپ ہی تو ہیں شہزادیٰ دو جہاں، قبر مسمار ہے  
اہل باطل کے دل میں مودت کہاں، کیوں یہ کردار ہے  
آپ کو صاحبِ انما دیکھ کر، مرتبہ دیکھ کر  
جل گئے ہیں حسد سے یہ اہل جفا

ہم ہیں اہل ولا اس سبب سے جہاں، محوِ آزار ہے  
شدتِ ظلم سے اب ہے مشکل بیاں، بہت دشوار ہے  
پھر بھی کیسے نہ ذکرِ خدا ہم کریں، کیوں نہ سرخم کریں  
باعثِ تقویت آپ کی ہے دعا

دھوپ میں ظلم کی ہیں صغیر و کبیر، سائباں چاہیے  
شر پہ مائل مسلسل ہیں سارے شریر، ہاں اماں چاہیے  
آپ انکے مظالم کی رد کیجئے، اب مدد کیجئے  
آپ کے در پر نظریں ہیں صبح و مسا

یہ صدائےِ نمینیؒ بھی ہے مستقل، حوصلہ تم رکھو  
صاحبانِ ستم ہونگے اک دن نجل، منتظر تم رہو  
دور یہ عارضی ہے بدل جائیگا، منتظر آئے گا  
یہ صدا سن کے ہم کو ملا حوصلہ

کاش ویسی ہی عمرت شناسی ملے، ہم رہیں کامران  
 ہے دعا ہم کویشم مزاجی ملے، ہم کٹائیں زباں  
 سرخرو امتحانِ ولا میں ہوں ہم، جھیل لیں ہر ستم  
 ہم سے راضی رہیں مصطفیٰ اور خدا

بزمِ خلقت میں ام المصائب ہیں آپ، کتنے غم سہہ لئے

آپ کا رب ہے اور اسکی طالب ہیں آپ، یوں ستم سہہ لئے

آپ کے لال کا یہ ہے عزمِ جواں، ایسا انساں کہاں

اُس کے کاندھوں پہ ہے بارِ کرب و بلا

کوئی سجدے میں ہے اور خنجر کوئی، دستِ قاتل میں ہے

قافلے کا ہے سالار لاغر کوئی، اور سلاسل میں ہے

کہہ رہے ہیں یہ آثارِ بزمِ جہاں، سب ہوں نوحہ کنا

نزعہِ جور میں اب ہے آلِ عبا

یہ گلا تھا جہاں کو ہے کیوں نوحہ گر، یہ جفا دیکھے

کتنا روئی جہاں میں وہ بعدِ پدر، مرثیہ دیکھے

کہہ رہے ہیں اے کوثرِ زمیں آسماں، ایک ہے ایسی ماں

جسکی گودی میں بیٹے کا سرکٹ گیا

# ملت کے نوجوانوں حق کا علم اٹھاؤ

شاعر: ڈاکٹر ہلال نقوی

ملت کے نوجوان حق کا علم اٹھاؤ

پیغام کربلا کا تاریخ کو سناؤ

آواز کربلا سے اب بھی یہ آرہی ہے

دیکھو اذانِ اکبر تم کو بلا رہی ہے

تم بھی اسی اذان سے اس عہد کو جگاؤ

کر دیں پیام سب پر یہ عام کربلا کا

ہر گام پر یہی ہے پیغام کربلا کا

آندھی کے سامنے بھی حق کے دیئے جلاؤ

سمجھو کے کس طرح سے قاسم نے جان دی ہے

اکبر نے تشنگی میں کیسے اذان دی ہے

ان سیرتوں سے اپنے کردار کو سجاؤ

سینے میں یہ جو دل ہے پھر کام دے سپر کا

پھر دوش پر علم ہو عباس نامور کا

دل میں شہادتوں کی پھر کربلا بناؤ

اے سوزِ دل ہمارے سینوں میں آگ بھردے  
 اے غمِ حسینیت سے ہم کو قریب کر دے  
 اے درد کے ستارو پلکوں پہ جھلملاؤ

میرے وطن کے لوگو تازہ حیات دے گی  
 آؤ یہ کربلا ہے سب کو نجات دے گی  
 دل میں جو نفرتیں ہیں اُن سب کو بھول جاؤ

سیکھو وفا کے تیور نسلوں سے بچتن کی  
 کہتی ہے کمسنی یہ اصغرؑ سے کم سخن کی  
 گردن پہ زخم کھا کر مقتل میں مسکراؤ

زمینِ ب کے لاڈلوں کے اندز کہہ رہے ہیں  
 نو خیز ہاتھوں سے یہ راز کہہ رہے ہیں  
 پیاسے ہو لاکھ لیکن دریا سے لوٹ آؤ

صدیاں گذر چکی ہیں لیکن ہے کوئی گریاں  
 بھائی کے واسطے ہے اب تک بہن پریشاں  
 اکبرؑ وطن سے جا کر صغرؑ کو لیکے آؤ

اے جابرو نہ روکیں اپنی جفائیں تم نے  
 اہل حرم کے سر سے چھینیں ردائیں تم نے  
 یہ آلِ مصطفیٰ ہے اے ظلم کے خداؤ

لے جائے روحِ مقتل چنکرِ حلالِ جسکو  
سب کائنات روئے سکرِ حلالِ جسکو  
ایسا بھی کوئی نوحہ اس عہد کو سناؤ

## اللہ اکبر حجتِ آخر جانِ پیمبرؐ

شاعر: کوثر نقوی

اللہ اکبر حجتِ آخر جانِ پیمبرؐ  
اے جانِ زہرہ اے شانِ حیدر  
ہم تیرے پیرو ہم تیرا لشکر

ہم تیرے پیرو تیرے سپاہی  
بن جائیں گے باطل کی تباہی  
دور کریں گے غم کی سیاہی  
مکتب کی رونقِ علم کے شہہ پر



دس بھی ہمارے لاکھوں پہ بھاری  
دنیاۓ کفر پہ لرزہ ہے طاری  
دور ہے ہم سے غفلت شعاری  
نازاں ہے تجھ پر اے ناز گستر

حزب فقط ہے حزب الہی  
دل کی گواہی ہونٹوں پہ آئی  
رہبر ہمارا ہے خامنہ ای  
دین ہے جسکی فکر کا محور

کاشانہ ظلم برباد ہوگا  
بیت المقدس بھی آزاد ہوگا  
پھر سے مسلمان آباد ہوگا  
صہیونی لشکر کی موت بنکر

ہو لاکھ دنیا جفا کی ماہر  
یہ تقویت ہے ہیں آپ ناصر  
ہیں آپ پردے میں رہ کے حاضر  
مٹیں گے اک دن یہ سب ستار

ہم سے خمینیؑ ہیں یہ پیامی  
 تم چاہتے ہو گر نیک نامی  
 آل نبیؐ کی کرلو غلامی  
 ہے یہ غلامی شاہی سے بڑھ کر

ظلم جہاں کا کرو نہ کچھ غم  
 سایہ فگن ہے غازی کا پرچم  
 جاری رکھو تم سدا یہ ماتم  
 غالب نہ ہوں گے تم پر جفا گر

کرب و بلا کی جب بات آئی  
 نہ یاد آئے کیسے ترائی  
 آنکھوں میں آنسو لب پر دھائی  
 کتنے نظر میں پھرے ہیں منظر

کرب و بلا کے سمجھو مطالب  
 مردانِ حق ہیں خدا کے طالب  
 کثرت پہ دیکھو قلت ہے غالب  
 ادھر ہیں لاکھوں ادھر بہتر

بانو نے روکر کھا اے جانی  
جلدی نہ آئے پی کر جو پانی  
جاں میری لے گا سوزِ نہانی  
جلدی پلٹ کر آجانا اصغرؔ

اُلفت نہ رکھی حبلی اُتین سے  
ہے بغض تجھکو شاہِ میں سے  
پوچھے تو کوئی شمرِ لعین سے  
سینے میں دل ہے یا کوئی پتھر

خمش ہوں یہ نہیں ہے امکاں  
حسینؑ بے شک ہیں جانِ ایماں  
زباں پہ اُنکی رہے گا قرآن  
بالائے نیزہ اور زیرِ خنجر

یہ ظلم جھیلے آلِ نبیؐ نے  
یہ کس کے بُندے عدو نے چھینے  
سوچا نہیں کیوں کسی شقی نے  
یہ آج کس کا جلتا ہے بستر

تمہیں ہے گر آگہی کی خواہش  
ہے مر کے گر زندگی کی خواہش  
ہے دل میں گر روشنی کی خواہش  
آل نبیؐ کے رہو اے کوثر

شہیدوں تم سے باقی ہے صد اللہ اکبر کی  
شاعر گھائل میرٹھی

اللہ اکبر اللہ اکبر

شہیدوں تم سے باقی ہے صد اللہ اکبر کی

خدا والے نہیں کرتے جہاں میں فکر محشر کی  
وہی انکی رضا بھی ہے کہ جو مرضی ہے داور کی  
خدا کی راہ میں بازی لگا دیتے ہیں یہ سر کی  
شہادت بات ہوتی ہے نصیبوں کی مقدر کی  
مقام عرش کی زینت شہادت ہے بہتر کی

شہیدانِ رہِ حق پر سلام اہلِ مودّت کا  
 حیاتِ جاوداں پایا صدا تم نے شہادت کا  
 شعورِ زندگی تم ہو شعارِ بندگی تم ہو  
 عمل کی شاہراہوں پر شہیدوں روشنی تم ہو  
 تم ہی نے خون سے اپنے صراطِ حق منور کی

خدا کی راہ میں تم نے یہی زادِ سفر سمجھا  
 نہ تم نے جاں کو جاں سمجھا نہ تم نے سر کو سر سمجھا  
 تم ہی ہر آن آئے ہو تم ہی ہر گام آئے ہو  
 بُرے وقتوں میں تم دینِ خدا کے کام آئے ہو  
 تم ہی نے دین کی خاطر دی ہے قربانی بھرے گھر کی

منافق آج بھی دینِ یزیدیت کے قائل ہیں  
 عبادتِ گاہ و قرآنِ مطہر کے جو قاتل ہیں  
 خدا سے دشمنی میں یہ خدا کے گھر جلاتے ہیں  
 نمازیوں پہ وقتِ سجدہ یہ گولی چلاتے ہیں  
 خدا کا خوف ہے انکو نہ ہے کچھ فکرِ محشر کی

بنائے لا الہ اور مجسم بولتا قرآن  
 وہ فرزند ولی العصر گلِ دین اور ایماں  
 حسین ابن علیؑ وارث ہے جو اللہ کے گھر کا  
 بُریدہ سر سر نیزہ ہے اس سبطِ پیمبرؐ کا  
 تلاوت نوک نیزہ پر ہے اس سبطِ پیمبرؐ کی

لہو معصوم کا لیکر ملا ریشِ مبارک پر  
 کفن کی فکر میں ننھے مجاہد کے جھکائے سر  
 پندہ تدفینِ فلک کو گہہ زمیں کی سمت تکتے ہیں  
 قدم آگے کو رکھتے ہیں کبھی پیچھے کو رکھتے ہیں  
 لہو میں غرق ہاتھوں پر لئے ہیں لاشِ اصغرؑ کی

یتیمانِ محمدؐ پر کڑا وقتِ مصیبت ہے  
 لگی ہے آگِ خیموں میں قیامت ہی قیامت ہے  
 گوہر چھینے سکینہ کے لہوکانوں سے جاری ہے  
 لبوں پر سسکیاں معصوم کے ہیں خوف طاری ہے  
 ہیں اس پر سیلیاں رخسار پر شمرِ ستگر کی

سنو اس دورِ حاضر کے جہاں ہو مرحب و انتر  
بتادو انکو تم گھاٹل کہ ہم ہیں ضربتِ حیدر  
جہاں بھی ہم سے ٹکرائے وہاں پامال کر دیں گے  
یہودیت کی دنیا کو لہو سے لال کر دیں گے  
ہوئی ہے انتہا بس اب یہودی فتنہ و شر کی

اے حسینؑ آ جاؤ اے حسینؑ آ جاؤ

شاعر: کوثر نقوی

اے حسینؑ آ جاؤ اے حسینؑ آ جاؤ

درد و غم مٹانے کو اے حسینؑ آ جاؤ

کربلا کا جاری ہے آج تک سفرِ موٹا

ہیں فساد پر مائل لاکھ فتنہ گر موٹا

ان یزیدیوں کو پھر کر دو بے اثر موٹا

ان کا سر جھکانے کو اے حسینؑ آ جاؤ

شمرِ وقت اب بھی ہیں دشمنِ عزاداری  
 بغضِ آل کی ان میں آج بھی ہے چنگاری  
 ہیں تمہارے پروانے حاملِ فدا کاری  
 حوصلہ بڑھانے کو اے حسینِ آجاؤ

ظالموں کے ہاتھوں میں مکر کے ہیں دستانے  
 آج بھی کھٹکتے ہیں اُنکو یہ عزا خانے  
 سربکف ہیں ایسے میں سب تمہارے پروانے  
 ان کا دل بڑھانے کو اے حسینِ آجاؤ

پھر یزیدیت کا ہے ہر طرف دھواں مولاً  
 عاشقانِ عترت پر تنگ ہے جہاں مولاً  
 برق کی نگاہیں ہیں سوئے آشیاں مولاً  
 برق سے بچانے کو اے حسینِ آجاؤ

بعدِ عصرِ زینبؑ نے خود یہی صدا دی تھی  
 آج میرے بابا کی بات ہوگئی پوری  
 کیا بتاؤں اے بھائی چھن گئی ردا میری  
 میرا سر چھپانے کو اے حسینِ آجاؤ



پڑ گئی ہے اے بھائی ایک یہ نئی اُفتاد  
 جل چکے ہیں سب خیمے اور غش میں ہے سجاؤ  
 آخر ایسے عالم میں کس سے میں کروں فریاد  
 آگ کے بجھانے کو اے حسین آجاؤ

شمر سے سکینہ اب کھائے گھر کیاں کب تک  
 عابدِ حزیں آخر کھینچے بیڑیاں کب تک  
 خود میں اپنے شانوں میں دیکھوں ریسماں کب تک  
 یہ ذرا بتانے کو اے حسین آجاؤ

بے قصور کیوں ہم سے منحرف زمانہ ہے  
 ظلم جو ہوئے ہم پر ان کا کچھ ٹھکانہ ہے  
 بے کجاوا اونٹوں پر سوئے شام جانا ہے  
 خود ہمیں بٹھانے کو اے حسین آجاؤ

جب یہ قاصدِ صغریٰ جایگا مدینے میں  
 اُس گھڑی پیا ہوگا حشر سا مدینے میں  
 درد و غم کی چھائے گی کیا فضا مدینے میں  
 میرے ساتھ جانے کو اے حسین آجاؤ

کیا ہٹے تصور سے کربلا کا وہ منظر  
آج تک فضاؤں میں وہ صدا ہے اے کوثر  
جو زباں سے زینبؓ کی نکلی بادلِ مضطر  
میرے غم بٹانے کو اے حسینؑ آجاؤ

یا ابا عبد اللہ یا ابا عبد اللہ

شاعر: وفا کانپوری (مرحوم)

یا ابا عبد اللہ یا ابا عبد اللہ  
وہ وقت کبھی تو آئے گا  
زہرہؓ کی دعا کے سائے میں  
مہدیؑ کا علم لہرائے گا  
وہ وقت کبھی - تو آئے گا  
تاریخ کے چہرے پر جتنے  
پردے ہیں اٹھادیں گے اک دن

ما تم کی صدائے پیہم سے  
 دنیا کو جگا دیں گے اک دن  
 ہے خامنہ ای رہبر اپنا  
 اونچا ہی رہے گا سر اپنا

آپ سے وعدہ ہے یہ خونِ شہیداں کی قسم  
 رائیگاں جانے نہ دیں گے مقصدِ قربانی ہم  
 سرتنگوں ہونے نہ دیں گے پرچمِ عباسؑ کو  
 اک عزا خانہ بنادیں گے دل حساس کو  
 تا ظہور مہدیؑ (ع) دوراں خود اپنے خون سے  
 ہم بجھائیں گے زمینِ کربلا کی پیاس کو

مثل آقائے مدینہ ہر ستم سہتے ہوئے  
 دیں کو پھیلانے گے حدِ شرع میں رہتے ہوئے  
 کفر کا سر کاٹنے کو صبر کی تلوار سے  
 جانبِ مقتل بڑھیں گے یا علیؑ کہتے ہوئے

جب بھی اٹھے گا کہیں باطل کی بیعت کا سوال  
اہل حق کر دیں گے ظالم کیلئے جینا محال  
یاد رکھے گا زمانہ جسکو روزِ حشر تک  
کر بلائی فکر کی قائم کریں گے وہ مثال

یاد ہے وہ روزِ عاشورہ شہ دیں کا خطاب  
وہ سوالِ آب وہ اصغر کو قاتل کا جواب  
بھول سکتی ہی نہیں اہل حرم کی بے کسی  
ایک ایک ظلم و ستم کا لینے گن گن کر حساب

رن میں جب پہنچے شہہ دیں سن کے اکبر کی صدا  
بتلائے جاں کنی تھا وہ شبیہ مصطفیٰ  
یاعلیٰ کہہ کر جو کھینچی دل میں پیوستہ سناں  
دل بھی ہمراہ سناں سینے سے باہر آ گیا

گو نجتے ہیں آج بھی مقتل میں اک بی بی کے بین  
کس طرح آئے گا میرے لال تجھ بن ماں کو چین  
خوں رُلائے گی مجھے تا حشر تیری بے کسی  
اے میری آغوش کے پالے میرے پیاسے حسین

نوک نیزہ پر جوں ہی دیکھا سر شاہِ انام  
سیدِ سجاؤ کے ہونٹوں پہ آیا یہ کلام  
السلام اے کشتہ تیغِ جفا مولا حسینؑ  
السلام اے تشنہ لب شاہِ شہیداں السلام

ہائے وہ شامِ غریباں وہ ہجوم بے کسی  
لٹ رہے تھے جل رہے تھے خیمہ آلِ نبیؐ  
کربلا کے دشت میں تھا ایک محشر ساپا  
ہر طرف تھی یاحسینؑ کی صدا گونجی ہوئی

اُٹھ رہا تھا جب خیاں آلِ اطہر سے دھواں  
ایک بچی تھی اکیلی جانبِ مقتلِ رواں  
ناگہاں اک سر بریدہ لاش سے آئی صدا  
اے سکینہؑ آ میرے سینے پہ سو جا میری جاں

پرچمِ عباسؑ کے سائے میں ہم اہلِ عزا  
تا قیامت کم نہ ہونے دیں گے توقیرِ وفا  
کیوں نہ دیکھیں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر  
اپنا ورثہ ہے شہادت اپنی منزلِ کربلا

# ہر صدی کا یہی پرچم ہے اسے لیکے چلو

شاعر: ڈاکٹر ہلال نقوی

پرچم عباس پرچم عباس  
 ہم کو تاریخ بتاتی ہے یہ پرچم کیا ہے  
 حق کی آواز رہا حاصل ایمان رہا  
 ہر زمانے میں رسولوں کی یہ پہچان رہا  
 ہر زمانے میں خدا کے یہ ولی تک پہنچا  
 یوں محمد کی نیابت میں علیؑ تک پہنچا  
 پھر علیؑ سے جو یہ عباس علیؑ آیا  
 کئی صدیوں سے گذرتا رہا اس کا سایہ  
 نور بن کر جو عرب سے یہ عجم تک آیا  
 خامنہ ای کی قیادت میں یہ ہم تک آیا  
 اس کا رشتہ ہے فقط آل کے کردار کے ساتھ  
 ہم لیکر چلیں گے نئی لٹکار کے ساتھ  
 لیکے اللہ پیمبر کا نظام آئینگے  
 اس کو لیکر ہی زمانے کے امام (ع) آئینگے

وہ ہو مشرق کا کوئی ملک کے مغرب کی زمیں  
 کربلا سے جسے کوئی بھی رشتہ ہو کہیں  
 یہی پرچم ہے جو دیتا ہے وفاؤں کو یقین  
 اس سے وابستہ ہر عالم ہے اسے لیکے چلو

لاکھ طوفاں ہو یہ موج صبا رہ جائے  
 یہ بلندی یہ صداقت یہ ادا رہ جائے  
 ہم نہ ہوں اسکی مگر شان وفا رہ جائے  
 ہم کو یہ بات مقدم ہے اسے لیکے چلو

اسی پرچم سے وہ مقتل کی فضا یاد آئی  
 وہ ہی خیمے وہ سکیئے وہ بُکا یاد آئی  
 اسکو دیکھا ہے تو زیٹ کی ردا یاد آئی  
 ہر طرف گریہ و ماتم ہے اسے لیکے چلو

خون میں جس سے حرارت ہے وہ شعلہ ہے یہی  
 زندہ رہنے کیلئے سب کا وسیلہ ہے یہی  
 سب کی ڈھارس ہے یہی سب کی تمنا ہے یہی  
 سب کی نظروں میں مکرم ہے اسے لیکے چلو

ابھی ہر دور کو پیغامِ وفا دینا ہے  
 ابھی بھٹکے ہوئے لوگوں کو صدا دینا ہے  
 ابھی احساس کے شعلوں کو ہوا دینا ہے  
 حق کا جذبہ ابھی مدہم ہے اسے لیکے چلو

اس سے اک قوتِ کردار ہمیں ملتی ہے  
 اس سے اک دولتِ بیدار ہمیں ملتی ہے  
 اس سے تاریخ کی گفتار ہمیں ملتی ہے  
 اک یہی جذبہ محکم ہے اسے لیکے چلو

دوستو ظلم کو ہر دور میں مسدود کرو  
 جبر کا جو بھی قائل ہے اسے مردود کرو  
 کربلا صرف محرم میں نہ محدود کرو  
 ہر نفسِ ماہِ محرم ہے اسے لیکے چلو

جب بھی پرچم کی بلندی پر نظر جاتی ہے  
 دل میں اک تیر کی تصویر بھی لہراتی ہے  
 اس سے لپٹی ہوئی اک مشک نظر آتی ہے  
 آنکھ ہر شخص کی پُرِ نغم ہے اسے لیکے چلو



ہے کبھی عوں و محمدؐ کی کہانی اس میں  
 تشنہ بچوں کی ہر اک تشنہ دہانی اس میں  
 حرم پاک کی اشکوں کی روانی اس میں  
 اس میں زینبؓ کا ہر اک غم ہے اسے لیکے چلو

علقہ مرقدِ غازی کے قریں سوتی ہے  
 روز اک مجلسِ پر درد یہاں ہوتی ہے  
 کوئی بی بی اسی پرچم کے تلے روتی ہے  
 رخم دل کا ہے یہی مرہم ہے اسے لیکے چلو

صبر زندہ ہے ہلالِ حق کی طلبگاری سے  
 توڑ دو ظلم کی زنجیر وفاداری سے  
 ساری دنیا میں تلاطم ہو عزاداری سے  
 جتنا ماتم ہو ابھی کم ہے اسے لیکے چلو

# اے کاش اے کاش اے کاش

شاعر: پروفیسر وفا کانپوری (مرحوم)

اے کاش میں بھی ہوتا میدانِ کربلا میں

میرا بھی ذکر آتا قرآنِ کربلا میں

جب ظلم کی سیاہی ہر سمت چھا چکی تھی

تعلیمِ مصطفیٰ کو دنیا بھلا چکی تھی

ابنِ معاویہ تھا شیر کے مقابل

اسلام کا کلیجہ ہندہ چبا چکی تھی

زہرہ کے لاڈلے پہ جاں اپنی وار دیتا

تبلیغِ مصطفیٰ کا قرضہ اُتار دیتا

حُر کی طرح سے میں بھی اعدا سے جنگ کر کے

انسانیت کا چہرہ خوں سے نکھار دیتا

شہدہ کی طرف جو بڑھتا وہ ہاتھ کاٹ دیتا

میدانِ جنگ سارا لاشوں سے پاٹ دیتا

جُو موت اور کہیں بھی جائے اماں نہ ملتی

دل زندگی سے سب کا ایسا اچاٹ دیتا

نسلِ یزیدیت کو ایسا سبق سکھاتا  
 نام و نسب بھی اپنا ہر شخص بھول جاتا  
 سفیانیت کی ایسی مٹی خراب ہوتی  
 تا حشر پھر نہ کوئی نمرود سر اٹھاتا

مولا بہ جبرِ قسمت دل میں رہی یہ حسرت  
 حاصل ہوا نہ مجھ کو سرمایہ شہادت  
 اشکِ عزا کی بارش کرتی رہیں گی آنکھیں  
 سینہ زنی کروں گا اس غم میں تا قیامت

میرا سلام ان پر جو تشنہ لب رہے ہیں  
 بے جرم کربلا میں جگے گلے کٹے ہیں  
 گھوڑوں سے روند ڈالی اعدا نے جنگی لاشیں  
 تپتی ہوئی زمیں پر جو بے کفن پڑے ہیں

وہ شام غم وہ خیمے وہ آگ وہ فضا میں  
 بچوں کی سہمی سہمی وہ مضطرب صدائیں  
 اولادِ فاطمہؑ پر کیا کیا ستم نہ ٹوٹے  
 اہل حرم کے سر سے چھینی گئیں ردا میں

جب رن سے آرہی تھیں آوازِ استغاثہ  
 پُر درد کس قدر تھا اندازِ استغاثہ  
 شاید نہ تھا جہاں میں کوئی سوائے اصغرؑ  
 ہوتا جو راہِ حق میں دمسازِ استغاثہ

ہر بزم ہر زباں پر ہیں کربلا کے چرچے  
 تاحشر کم نہ ہوں گے آلِ عبّاؑ کے چرچے  
 عبّاسؑ با وفا سے دادِ وفا جو ملتی  
 کرتا ہر اک مورخ میری وفا کے چرچے

یا امام زماں (ع)، یا امام زماں (ع)

شاعر: کوثر نقوی

یا امام زماں (ع) یا امام زماں (ع)

یا امام زماں (ع) یا امام زماں (ع)

آج طاعوت کی پھر سے یلغار ہے  
 آپ ہی کی مدد ہم کو درکار ہے  
 نگہ ہم پر نہ ہوں یہ زمیں آسماں

مائل جور ہیں صاحبانِ وفا  
 بہہ رہا ہے بہت خونِ اہلِ ولا  
 چل رہی ہیں بہت ظلم کی آندھیاں  
 آج ظالم ہیں پھر سر اٹھائے ہوئے  
 مسجدوں کو ہیں مقتل بنائے ہوئے  
 پھر بنا دیجئے ان کو جائے اماں  
 چشمِ اعدا کو بے نور کر دیجئے  
 ان پہاڑوں کو کافور کر دیجئے  
 یہ فضا میں بکھر جائیں بن کر دھواں  
 ہوں فنا دشمنِ شاہِ بدر و حنین  
 سُرخرو ہوں صدا عاشقانِ حسین  
 سر پہ قائم رہے آپکا سائبان  
 قومِ اعداء کے دامِ شقاوت میں ہے  
 گلستاں پھر سے لُو کی تمازت میں ہے  
 زد پہ ہے بجلیوں کی پھر اب آشیاں  
 التجا ہے ہماری بنامِ حسین  
 جلد لیں ان سے آپ انتقامِ حسین  
 کھینچ لیں ان یزیدوں کی اب تن سے جاں

آپ بہر پیمر مدد کیجئے  
وارث تیغ حیدر مدد کیجئے  
ختم ہو جائیں اب جلد یہ امتحان

## مرحبا مرحبا اے حسینی جواں

شاعر: ڈاکٹر حلال نقوی

مرحبا مرحبا اے حسینی جواں

مرحبا مرحبا اے حسینی جواں

ہر صدی میں تیرے حوصلے کم نہ ہوں

سریزیدوں کے آگے کبھی خم نہ ہوں

ہے ترے خون میں صبر کی انتہا

تو جو لے کر صدا عزم محکم اٹھے

حق کی آواز پر تیرا پرچم اٹھے

تو ہر اک دور میں حق کا ہو پاسباں

جس جگہ ہو کوئی جبر کا سلسلہ

کربلا دے رہی ہے وہیں پر صدا

تم وہیں پر بنو ایک ضرب گراں

ذکر حق سے دماغوں کو روشن کریں  
 خون سے جو چراغوں کو روش کریں  
 نام بھی ان شہیدوں کے ہیں جاوداں  
 خون سے زندگی کی روانی لکھی  
 ہر اُفق پر وفا نے کہانی لکھی  
 قطرۂ خون دل بن گیا کہکشاں  
 تم سے ایماں کو طاقت بھی تسکین بھی  
 سرخرو تم سے ہے حرمتِ دین بھی  
 تم یقیناً شہیدوں کے ہو ترجاں  
 جو بھی صدائے حق کو مٹانے اُٹھے  
 ہر جواں اسکے سر کو جھکانے اُٹھے  
 آج دینا ہے سب کو یہی امتحاں  
 تم میں طاقت نمایاں ہو ایمان کی  
 تم پہ ہے روشنی آل و قرآن کی  
 تم میں جذبے ہوں اہل وفا کے عیاں  
 عزم عباسؑ دیتا ہے اب بھی صدا  
 خون اکبرؑ ہے خود زندگی کی نوا  
 مشعلیں ہیں لیے کربلا کے جواں

کوئی قاسم کی تیغ شرر بار ہو  
 کوئی عون و محمد کا کردار ہو  
 ہو کوئی تشنگی میں بھی موج رواں

ہوں انہی راستوں پر تمہارے علم

ہوں اسی سرزمین پر تمہارے قدم

اب بھی مظلوم ہے آدمیت جہاں

کربلا اب بھی ہے ایک درس وفا

کربلا ہر صدی میں تمہاری صدا

کربلا ہے تمہارے لئے اک ازاں

کربلا اک ایمان اک آگہی

کربلا ایک اٹھتی ہوئی روشنی

کربلا ایک بڑھتا ہوا کارواں

چل رہا ہے ابھی تک کوئی قافلہ

اب بھی آتی ہے ہل من کی کوئی صدا

اب بھی خیموں سے اٹھتا ہے شورِ نغاں

کتنا پُرسوز ہے آج دشتِ بلا

کوئی مجلسِ پناہ ہے سرِ کربلا

آج بھی محوِ ماتم ہیں کچھ پیبیاں



منتظر ہیں وفا میں تمہارے لئے  
 فاطمہؑ کی دعائیں تمہارے لئے  
 پرچم حیدری تم پہ ہو سائبان  
 زندگی ہے شکستہ حلال آج بھی  
 حق کے ہونٹوں پہ ہے اک سوال آج بھی  
 خونِ دل سے تمہیں کھینچنا ہے نشان

## نوحہ سنیں بغور یہ ملت کے نوجواں

شاعر: گھائل میرٹھی

نوحہ سنیں بغور یہ ملت کے نوجواں  
 تشنہ لبوں کی ہے یہ لہو رنگ داستاں  
 مظلوم بے کسوں کی مصیبت کا ہے بیاں  
 سینہ زنی حسین کے غم کی ہے ترجمان  
 تم بھی یہ پیروی شہیدِ جفا کرو  
 ماتم کے ساتھ سجدہ حق بھی ادا کرو

جسکے لئے حسینؑ نے سر کو کٹا دیا  
 میدانِ کربلا میں جہاں کو دکھا دیا  
 اپنے لہو سے سجدوں میں رنگِ بقا دیا  
 سجدوں کی چاہتوں میں بھرا گھر لٹا دیا  
 مولّا نے نذرِ حق کیے صبر و سکون سے  
 سجدے سجا کے اکبرؑ و اصغرؑ کے خون سے

بنیادِ حق کی بن گیا سجدہ حسینؑ کا  
 ایمان کی زباں پہ ہے کلمہ حسینؑ کا  
 قرآن کے لبوں پہ ہے نعرہ حسینؑ کا  
 اسلام کی حیات ہے صدقہ حسینؑ کا  
 شیر نے ہمیں بھی یہ تحفہ عطا کیا  
 خاکِ شفا کو زینتِ سجدہ بنا دیا

سوچا کبھی یہ ہم نے کہ کس راہ پر ہیں ہم  
 مذہب سے دور کیوں ہیں حسینی اگر ہیں ہم  
 راہِ حسینیت سے بھی کچھ با خبر ہیں ہم  
 یا مغربی ہواؤں کے زیرِ اثر ہیں ہم  
 شیدائی کس کے ہم ہیں خدا را یہ سوچئے  
 کس سمت رخ ہے آج ہمارا یہ سوچئے

کہتے ہیں خود کو خادمِ ابنِ ابوتراّب  
 راہِ ابوتراّب سے لیکن ہے اجتناب  
 ہے طرزِ نو سے قوم کا فرزند فیضیاب  
 بے پردگی ہے دخترِ ملت کا انتخاب  
 بے راہ روی کا رہ روئے اب شکار ہے  
 کیسا یہ کربلائے معلّٰی سے پیار ہے

زیرِ علم اب آئے عہدِ وفا کریں  
 پھر یاد دل سے ہم سبقِ کربلا کریں  
 پہلے ہم اپنے گھر کو شریعت فضا کریں  
 پھر اپنی ماؤں بہنوں سے یہ التجا کریں  
 حکمِ خدا ہے مرضی بی بی بتولؑ ہے  
 پردہ تمہارا غیرتِ دینِ رسولؐ ہے

خود کو یقین و عزم کا پیکر بنائیے  
 بچوں کو دینیات کا خوگر بنائیے  
 بیٹوں کو اپنے خادمِ اکبرؑ بنائیے  
 چادر کو بیٹیوں کا مقدر بنائیے  
 پھر تو حسینیت کا سبق ہوگا عام بھی  
 پھر ہم حسینؑ کے ہیں کنیز و غلام بھی

گھائِلِ غمِ حسینِ کے قربانِ جائے  
مجلسِ ادب سے سینےِ جلوسوں میں جائے  
کاندھاِ ضریح کو دیجئے علم بھی اٹھائیے  
سجدے بھی کیجئے اشکِ عزا بھی بہائیے  
یہ قلبِ فاطمہ و محمدؐ کا چین ہے  
آنسو تمہارے مرہمِ زخمِ حسین ہے

سن لے تمام فوجِ جفا میں حسین ہوں  
شاعر: ڈاکٹر ہلال نقوی

سن لے تمام فوجِ جفا میں حسین ہوں  
نیزے پہ بھی یہی ہے صدا میں حسین ہوں  
آندھی میں ایک چراغِ جلایا حسین نے  
سردے دیا مگر نہ جھکایا حسین نے  
بہتے ہوئے لہو سے لکھا میں حسین ہوں

جس راہ پر رسولؐ چلے ہیں وہیں چلا  
 میں دستِ رسولؐ کی آغوش میں پلا  
 بابا ہیں میرے شیرِ خدا میں حسینؑ ہوں  
 تم سے فروغِ ظلم و ستم ہے زمین پر  
 آنے نہ دوں گا آنچِ محمدؐ کے دین پر  
 اے حامیانِ ظلم و جفا میں حسینؑ ہوں  
 ہو ظلمتوں کا دور تو جینا و بال ہے  
 اس معرکہ میں موت ہی بس ایک ڈھال ہے  
 مرنا ہے زندگی سے سوا میں حسینؑ ہوں  
 دل میں ہزار زخمِ مصائب کے بوگئے  
 مقتل میں میرے اکبرؑ و عباسؑ سو گئے  
 بس ہے یہی قصور میرا میں حسینؑ ہوں  
 ہے میرے سامنے یہ فروغِ جفا محال  
 ہرگز نہ ہو سکے گا حرامِ خدا حلال  
 مجھ پر ہے فرض اُسکا بڑا میں حسینؑ ہوں  
 اصغرؑ سے اب جدائی بھی منظور ہے مجھے  
 زینبؑ کی بے ردائی بھی منظور ہے مجھے  
 لیکن نہ حق پہ آئے بُلا میں حسینؑ ہوں

ہرگز پیامِ مٹ نہ سکے گا حسینؑ کا  
ہر دور ہے ہلالِ شہہ مشرقین کا  
آتی ہے آج بھی یہ صدا میں حسینؑ ہوں

## اے عاشقانِ حسینؑ اے عاشقانِ حسینؑ

شاعر: مظہر عابدی

اے عاشقانِ حسینؑ اے عاشقانِ حسینؑ

سینے یہ کھاتے رہو یہ برچھیاں تم صدا

تم فوجِ مہدیؑ بھی ہو تم وارثِ دیں بھی ہو

مسلک تمہارا ہے کیا یہ بات کہتے چلو

ہر منکرِ دین سے ہوتا رہے معرکہ

سر کو اٹھا کر چلے اس دور کا جب یزید

حق بات کا سلسلہ کرتے رہو تم شدید

باطل کو پھر دیکھنا یاد آئیگی کربلا

ہل من کی تھی جو صدا وہ یاد ہر دم رہے

یالیتی ہر گھڑی ہونٹوں پہ پیہم رہے

پھر زعمِ صدام کا مٹی میں مل جائے گا

پیغام دیتا ہے یہ اس باوفا کا علم  
سر سے کفن باندھ کر بڑھتے رہو ہر قدم  
ہمت کسی میں بھلا جو روک لے راستہ

زیب کی چادر کا غم شامِ غریباں کا غم  
سجاد کی بے کسی دل سے نہ ہو پائے کم  
شام و سحر یاد ہو تمکو سفر شام کا  
آلِ نبی کی ثناء مظہر لکھو ہر گھڑی  
خوشنودی رب ہے یہ مظہر لکھو ہر گھڑی  
ہر وقت اور ہر گھڑی لب پر رہے تذکرہ

## خدایا خدایا تا انقلابِ مہدی (ع)

شاعر: ڈاکٹر ہلال نقوی

خدا یا خدایا تا انقلابِ مہدی (ع)

ہر لمحہ ہے محرم تا انقلابِ مہدی (ع)

رکنے نہ پائے ہرگز یہ قافلہ ہمارا

شبیر سے رہیگا اک رابطہ ہمارا

جاری رہے یہ ہر دم تا انقلابِ مہدی (ع)

یہ قوم کربلا کی آغوش میں پٹی ہے  
 سینوں میں بجلیاں ہیں ہونٹوں پہ یاعلیٰ ہے  
 نعرہ یہی ہے ہر دم تا انقلاب مہدی (عج)

یہ حق کی سر بلندی اک شان ہے ہماری  
 یہ پرچم حسینی پہچان ہے ہماری  
 اونچا رہے یہ پرچم تا انقلاب مہدی (عج)

زنداں سے کوئی وحشت نہ دل میں خوفِ شای  
 اس قوم کے سپاہی شیر کے سپاہی  
 یہ قوم ہے منظم تا انقلاب مہدی (عج)

دنیا کو یہ بتا دو کیا روحِ کربلا ہے  
 اس روحِ کربلا میں یہ جذبہ بقا ہے  
 اک انقلاب پیہم تا انقلاب مہدی (عج)

اس دبدبے سے اٹھو روحِ ستم ہو لرزاں  
 جب سرکشی پہ اترے کوئی یزیدِ دوراں  
 سر پر ہو ضربِ پیہم تا انقلاب مہدی (عج)

جینے کا آدمی کو اک راز دے رہی ہے  
 اسلام کی صداقت آواز دے رہی ہے  
 جذبے سے یہ مقدم تا انقلاب مہدی (عج)



اس غم نے آدمی کو اک روشنی عطا کی  
 اس غم نے آدمی کو اک زندگی عطا کی  
 زندہ رہے یہی غم تا انقلابِ مہدی (عج)

ہے وقت کا تقاضا سب نفرتیں مٹا دو  
 شیر کی عزا سے ہر قوم کو جگا دو  
 ہر اک قدم ہو محکم تا انقلابِ مہدی (عج)

ہر دل میں بوگئی ہے روحِ جہاد اکی  
 ہونٹوں پہ ذکر انکا سینے میں یاد اکی  
 روئے گی چشم پر غم تا انقلابِ مہدی (عج)

زیب کی ہم اسیری کس طرح سے بھلا دیں  
 کیسے نظر سے اپنی وہ قافلہ ہٹا دیں  
 گریہ کریں گے پیہم تا انقلابِ مہدی (عج)

جس میں ہلاآل شامل روحِ پیمر ہے  
 وہ کربلا نہیں ہے آئینِ زندگی ہے  
 یہ فکر ہے مُستلم تا انقلابِ مہدی (عج)

## جہاں میں صبر کا ایک شاہکار ہے عابدؑ

شاعر: رضا بنارسى

جہاں میں صبر کا ایک شاہکار ہے عابدؑ  
گلوئے فاطمہ زہرہؑ کا ہار ہے عابدؑ  
ہر ایک دور میں حق کی پکار ہے عابدؑ  
خزاں رسیدہ چمن کی بہار ہے عابدؑ  
وہ جس نے مقصدِ سرور کو زندگی دے دی  
لہو سے شامِ غریباں کو روشنی دے دی

ہر ایک راہ سے ہنس کر گذر گیا عابدؑ  
دبایا ظلم نے جتنا ابھر گیا عابدؑ  
ضمیر جاگ اٹھے خود جدھر گیا عابدؑ  
دلوں میں بنکے حقیقت اُتر گیا عابدؑ  
حسینی فتح کی تشہیر ہوتی جاتی تھی  
یہ مسکراتا تھا زنجیر روتی جاتی تھی

ادا حقوق کئے جس نے ترجمانی کے  
 نشان مٹادیئے ظالم تیری کہانی کے  
 دکھائے زور عجب ضعف و ناتوانی کے  
 لگادی ناؤ کنارے بغیر پانی کے  
 ہر ایک دُری پہ سینے پہ زخم سہتے تھے  
 ستم کی دھوپ میں حق کے گلاب کھلتے تھے

نگل گیا جو اندھیروں کو وہ اجالا ہے  
 دیارِ شام میں عابد کا بول بالا ہے  
 یزید چُپ ہے کہ جیسے زباں پے تالا ہے  
 عجیب وقت میں اسلام کو سنبھالا ہے  
 شہید ہوتے جو دیکھا نشانی رب کو  
 امام لے کے چلے ساتھ اپنے زینبؑ کو

اسیر ہو کے شہیدوں کو زندگی دے دی  
 ستم کے مارے چراغوں کو تیرگی دے دی  
 زمیں پہ رہ کے ستاروں کو روشنی دے دی  
 ہر ایک ہاتھ میں تاریخِ ظلم کی دے دی  
 پڑھے گا جو بھی کہ اصغرؑ کو تیر مارا ہے  
 شعور ہے تو کہے گا یزید ہارا ہے

دیارِ شام میں پہنچا جو یہ حسینؑ کا لال  
 جبینِ پاک سے ظاہر تھا شیرِ حق کا جلال  
 یزید کرسیِ شاہی پہ یوں پڑا تھا نڈھال  
 یزیدیت کا شروع ہو گیا تھا جیسے زوال  
 کہا زوال نہیں جس کا وہ کمال ہوں میں  
 حسینؑ نام ہے جس کا اسی کا لال ہوں میں

یزید سمجھا تھا حق کو دبا لیا میں نے  
 اُحد کی ہار کا بدلہ چکا لیا میں نے  
 نبیؐ کی آل کو قیدی بنا لیا میں نے  
 چراغِ قبرِ پیمبرؐ بجھالیا میں نے  
 جو رات آئی رضاؑ اور یزید سونے لگا  
 مَسَل کے ہاتھ خود اپنے کئے پہ رونے لگا

## کر بلا جلوہ گنہ طور ہے موسیٰ کیلئے (شاعر: گھائل میرٹھی)

کر بلا جلوہ گئی طور ہے موسیٰ کیلئے  
کر بلا فیض کا سرچشمہ ہے عیسیٰ کیلئے  
کر بلا درجہ دل رکھتی ہے طیبہ کیلئے  
کر بلا خلد کا دروازہ ہے عقبی کیلئے  
حق کے محبوب رسول دو سرا تک پہنچا  
کر بلا پہنچا جو وہ اپنے خدا تک پہنچا

کر بلا جلوہ گنہ نظر عقیدت ہی نہیں  
کر بلا صرف کوئی جائے زیارت ہی نہیں  
کر بلا ذکر و تقاریر کی زینت ہی نہیں  
کر بلا صرف محرم کی ضرورت ہی نہیں  
کر بلا درس عمل دعوت افکار بھی ہے  
کر بلا زینت و زیبائش کردار بھی ہے

کربلا اک ابدی جنگ ہے کفار کے ساتھ  
جنگ پیہم ہے یہ اسلام کے غدار کے ساتھ  
کربلا جنگ ہے صیہونی نمک خوار کے ساتھ  
یعنی ہر عہدِ یزیدی کے اہلکار کے ساتھ  
کربلا نام ہے باطل سے ٹکر جانے کا  
کربلا نام ہے حق کے لئے مرجانے کا

کربلا کہتی ہے تم حق کے طرفدار رہو  
تم مسلمان ہو ہر حال میں دیں دار رہو  
مت کسی غیر سے نصرت کے طلبگار رہو  
ہر بُرے وقت سے ٹکرانے کو تیار رہو  
حق کے بندے ہو تو پھر حق بھی نبھانا سیکھو  
مثلِ حُر وقت سے آنکھوں کو ملانا سیکھو

کربلا صرف پے نالہ و گریہ ہی نہیں  
کربلا صرف مصائب کا سراپہ ہی نہیں  
کربلا صرف عقائد کی ضیاء گاہ ہی نہیں  
کربلا صرف شفاعت کا وسیلہ ہی نہیں  
کربلا حق بھی ہے حق گوئی بھی حق راہ بھی ہے  
کربلا دینِ محمدؐ کی پناہ گاہ بھی ہے

بعد اس شب کے شبِ غم جو مناؤ تو کیا  
 نوحہ کیسٹ سے شبِ غم میں سناؤ تو کیا  
 نہر سے صحنِ عزا خانہ سجاؤ تو کیا  
 شامی فوجوں کو لبِ نہر دکھاؤ تو کیا  
 کربلا ایسے تصور کا کوئی نام نہیں  
 کربلا ایسی رسومات کا پیغام نہیں

کربلا والوں کی قربانی کا کیا یہ ہے صلہ  
 آج ہر شخص کی اک اپنی شریعت ہے جدا  
 سوچیں اس بات کو اب غور سے اربابِ وفا  
 اور کیا ہوگا بُرا وقت بس اب اسکے سوا  
 اور کیا دیکھیں گے ہم صورتِ حالات کا رنگ  
 جبکہ نوحوں میں چھلکنے لگے نعمات کا رنگ

جھانک کر دیکھ ذرا اپنا گریباں گھائل  
 غور سے سوچ اگر رکھتا ہے ایماں گھائل  
 یاد کر پیاسوں کی وہ شامِ غریباں گھائل  
 اور نبی زادوں کا حالِ پریشاں گھائل  
 بند تو سات محرم سے وہاں پانی ہو  
 آٹھ کو تیرے یہاں دعوتِ بریانی ہو

# کیا آس ہے

شاعر: ڈاکٹر نجم الحسن

کیا آس ہے اس دیرانے سے، اٹھو اے سکینہ شام ہوئی  
 اندھیر نگر ہائے نہ کوئی گھر، دیرانی اب میداں میں ہوئی  
 تو شاہ نجف کی پوتی ہے، کیوں جلتی زمیں پر بیٹھی ہے  
 اے نور نظر ہائے دادا سے کر، جو شکوہ تجھ کو ہے کوئی  
 شہماہ تیرا پیاسا ہی رہا، دو بوند بھی پانی پانہ سکا  
 جھولے پہ نہ کر ہائے نظر، منھی سی تربت ہے کوئی  
 عباس جو تیرا چاچا تھا، شیر کا ایک سہارا تھا  
 اب نہ لشکر ہائے نہ ہے، لشکر نہ میر لشکر ہے کوئی  
 ماں کا ارماں دل میں ہی رہا، اکبر نہ سہرا باندھ سکا  
 صغرا مضطر ہائے جو رو کر، بھائی کے لیے بے حال ہوئی  
 زینب سے اب نہ کچھ کہنا، سجاؤ سے اب نہ ضد کرنا  
 چھن جائے اگر ہائے سر سے چادر، بازو میں رسن جو باندھے کوئی  
 کرتے ہیں دعا یہ مل کہ جھم بس آجائیں مولا قائم (ع)  
 ہو ظالموں پر ہائے تیغ و خنجر اسلام کو پھر سے جلانے کوئی



## نبی کا نور عین ہے

شاعر: کاوش حیدر (مرحوم)

نبی کا نور عین ہے وہ تشنہ لب حسین ہے

حسین ہے حسین ہے حسین ہے

جو عرشِ احشام ہے جو شاہِ مشرقین ہے

سکونِ قلبِ سیدہٗ علی کے دل کا چین ہے

وہ جس کے غم میں آج بھی پیاہ شوروشین ہے

جو شاہِ ذی وقار ہے جو دین کی بہار ہے

وہ جس کے چہرہ سے عیاں ضیائے کردگار ہے

جو گل ہے بزمِ ناز میں وفا میں ذوالفقار ہے

شعورِ فکر آگہی جو دے رہا ہے آج بھی

خراج جو کہ آنسوؤں کے لے رہا ہے آج بھی

جو ناؤ دینِ مصطفیٰ کی کھے رہا ہے آج بھی

جو رنگ اور نسل کے غرور کو مٹا گیا

قسمِ خدا کی آدمی کو آدمی بنا گیا

قدم قدم پہ فکر کے چراغ جو جلا گیا

نفس نفس حیات کا صدائے انقلاب ہے  
 ورق ورق حیات کا کتابِ حق نصاب ہے  
 جو نازشِ رسولؐ ہے فخرِ بوترابؐ ہے

وہ جس سے لرزاں آج بھی زمانے کا یزید ہے  
 جہانِ ظلم کے لیے جو ضربتِ شدید ہے  
 وہ جس کے آگے سرنگوں جہاں کا ہر شہید ہے

وہ جس کا ذکرِ ظلم کے خلاف احتجاج ہے  
 وہ جس کی ٹھوکروں کی زد پہ تخت اور تاج ہے  
 وہ ایسا حکمران ہے دلوں پہ جس کا راج ہے

یزیدیت کے خواب کو ملا رہا ہے خاک میں  
 غرورِ اقتدار کو ملا رہا ہے خاک میں  
 نظامِ سامراج کو ملا رہا ہے خاک میں

وہ کربلا میں جس کا ہائے گھر کا گھر اجڑ گیا  
 وہ جس کا نوجواں پسر زمانے سے گذر گیا  
 گلے پہ تیر کھا کے جس کا بے زماں مر گیا

وہ جس کا قلبِ مطمئن غموں سے پاش پاش ہے  
 وہ جس کے بوڑھے کاندھوں پہ جواں پسر کی لاش ہے  
 وہ جس کی آخری صدا صدائے دل خراش ہے

مقابلے پہ ظلم کے جو آہنی چٹان ہے  
جو بے کسی کا تیر ہے جو صبر کی کمان ہے  
یہ کاوشِ جگر فگار جس کا ترجمان ہے

## حالِ غم سنائیں گے جب امام (ع) آئیں گے

شاعر: سبط جعفر زیدی

حالِ غم سنائیں گے جب امام (ع) آئیں گے  
زخمِ دل دکھائیں گے جب امام (ع) آئیں گے

زخم ہیں ابھی تازہ مکہ اور مدینہ کے  
شام و کوفہ کرب و بلا ہم بھلا نہیں سکتے  
از سقیفہ تا ایں دم غیر سے نہیں پہنچے  
جتنے دکھ اٹھائیں ہیں ہم نے کلمہ گو یوں سے  
ایک اک چکائیں گے

مرحلہ قیامت کا ہے ظہور پر موقوف  
 اُسداد بُور و جفا ہے ظہور پر موقوف  
 انتقامِ کرب و بلا ہے ظہور پر موقوف  
 اہتمامِ روزِ جزا ہے ظہور پر موقوف  
 ہم سکون پائیں گے

شک ہے جن کو اللہ کے عدل اور عدالت پر  
 منصبِ نبوت پر سیدہ کی عصمت پر  
 مرتضیٰ کی احمد سے متصل نیابت پر  
 جسکو شک ہے بارہ پر بارہویں کی غیبت پر  
 سب ہی مارے جائیں گے

نام پر صحابہ کے کام کافروں جیسے  
 نام پر صحابہ کے کام فاسقوں جیسے  
 نام پر صحابہ کے کام منکروں جیسے  
 نام پر صحابہ کے کام مشرکوں جیسے  
 سب ہی منہ چرائیں گے

یہ ہمارے مکر و ریا شاطرانہ عیاری  
 کیا ہمارے صوم و صلوٰۃ اور یہ عزاداری  
 کتنا ہے خلوص ان میں کس قدر ریاکاری  
 کیا امام (ؑ) کی خاطر ہم نے کی ہے تیاری  
 کیسے منہ دکھائیں گے

دعویٰ محبت جو صبح و شام کرتے ہیں  
 اُنکے دشمنوں سے بھی راہ و رسم رکھتے ہیں  
 خمس بھی نہیں دیتے غیبتیں بھی کرتے ہیں  
 مومنوں سے بھی دل میں بغض و کینہ رکھتے ہیں  
 کس طرح نبھائیں گے

جھوٹ بولنے کو ہم مشغلہ سمجھتے ہیں  
 بات بات پر بے جا مصلحت برتتے ہیں  
 اور منافقت کو بھی مصلحت ہی کہتے ہیں  
 لہو لہب کا ساماں ہم گھروں میں رکھتے ہیں  
 کس طرح چھپائیں گے

نعمتِ شریعت کو بوجھ ہی سمجھتے ہیں  
 لہو لہب ہی کو ہم زندگی سمجھتے ہیں  
 صاحبانِ ذر کو بڑا آدمی سمجھتے ہیں  
 تنگ دست مومن کو بس یوں ہی سمجھتے ہیں  
 کیا مقام پائیں گے

پانی جب بھی پیتے ہیں یاد آتے ہیں سرود  
 دیکھ کر جوانوں کو قاسم و علی اکبر  
 دیکھ کر بھرے گھر کو زینبِ حنین کے پسر  
 مسکراتے بچوں کو دیکھ کر علی اصغر  
 ہم بھی مسکرائیں گے

زہرِ نو اماموں کو اشقیا نے دلویا  
 اور گرایا دروازہ سیدہ پہ جلتا ہوا  
 مرتضیٰ سے مولا کو بھی شہید کروایا  
 آلِ مصطفیٰ کو کیا بتلائے کرب و بلا  
 کیا سزا نہ پائیں گے

ساری زندگی روئے خون عابد مضطر  
 شام اور کوفے میں بے کجاوا اونٹوں پر  
 شاہزادیوں کو شقی لے گئے برہنہ سر  
 وہ جو اتنے عرصے تک چپ رہے مظالم پر  
 منہ کہاں چھپائیں گے  
 العجل جو کہتے ہیں آگے تو کیا ہوگا  
 کیا ہے اپنی تیاری پیش ہم کریں گے کیا  
 سبط جعفر اپنا تو گل یہی ہے سرمایہ  
 حمد و نعت و سوز و سلام اور منقبت نوحہ  
 ہم یہی سنائیں گے

کربلا منتظر اب بھی ہے نہ تاخیر کریں

شاعر: کوثر نقوی

کربلا منتظر اب بھی ہے نہ تاخیر کریں  
 ہم پہ لازم ہے کہ ہم نصرتِ شیعہ کریں

کتنے ہی ظلم و ستم کرتے رہیں ہم پہ عدو  
ہم نہ بھولیں گے کبھی اپنے شہیدوں کا لہو  
سینہ وقت پہ اس عہد کو تحریر کریں

دستِ عباس کی قوت پہ بھروسہ کر کے  
اسمِ سجاد کا پر سوز وظیفہ کر کے  
دشمنِ آل کو پابستہ زنجیر کریں

روح میں ولولہ عارفِ حسیؑ لے کر  
دل کے کشکول میں کچھ عزمِ خمیؑ لے کر  
پھر سے باطل کو مٹا دینے کی تدبیر کریں

عزم کے سامنے اعدا کی یہ حالت ہو جائے  
جو بھی فولاد ہو وہ موم کی صورت ہو جائے  
دین کی تکریم کریں کفر کی تحقیر کریں

جو نبیؐ پڑھتے تھے مشکل میں وہی پڑھ کے اٹھیں  
ہم علیؑ والے بھی اب نادِ علیؑ پڑھ کے اٹھیں  
اہلِ باطل کو بس اب کشۂ شمشیر کریں

ہم پہ اے کاش رہے اہلِ کساء کا سایہ  
مثلِ جوشن رہے زہراؑ کی دعا کا سایہ  
آل کی یاد سے ہم قلب میں تنویر کریں



روح باقرؑ کو سلامی دیں با اخلاص تمام  
جان و دل سے کریں کوئٹہ کے شہیدوں کو سلام  
ذکر ان سب کا بعد نعرۂ تکبیر کریں  
جال پھیلایا ہے باطل نے وہاں چالوں کا  
خوں نجف میں یوں بہایا ہے علیؑ والوں کا  
پڑھ کے ہم نادِ علیؑ ظلم کی تحقیر کریں  
حُسنِ تقدیر سے پایا یہ انھوں نے اعزاز  
روح نکلی بھی بدن سے تو بہ ہنگامِ نماز  
ہم بھی ایسی ہی سدا خواہشِ تقدیر کریں  
جمعہ کا دن بخدا سید الایام بھی ہے  
موت اس دن کی سوا باعثِ اکرام بھی ہے  
اُن کی اس خوبیِ قسمت کو بھی تحریر کریں  
التجا حجت (ع) آخر سے کرو اے کوثر  
ہم کو اے آقا بنا دیجئے ایسا لشکر  
زورِ تخریب کو ہم توڑ دیں تعمیر کریں

## اے قلب زہرا اے جانِ حیدرؑ

شاعر: کوثر نقوی

اے قلب زہرا اے جانِ حیدرؑ  
فریاد ہے مولاؑ، آپ کے در پر

زمانہ ہے عُدو ہمارا

بہا رہا ہے لہو ہمارا

نہیں کوئی چار سو ہمارا

بس ایک ہیں آپ ہی زمیں پر

عراق و لبنان کی فحائیں

یہ زخمی بچے یہ غمگین مائیں

یہ سسکیاں اور یہ التجائیں

ہیں آپ ہی سے خدا کے مظہر

چمن میں فصلِ بہار کردیں

عُدوئے ملت کی ہار کردیں

سب ان کے ناکام وار کردیں

رہیں سلامت ملت کے رہبر

مظلوم پہ جو کرتے ہیں تعدی  
اے کاش کمر اب ٹوٹے ان کی  
حاصل ہو ہم کو تائیدِ غیبی  
مغلوب ہوں یہ کفار کے لشکر

لہرائے ہر سو غازی کا پرچم  
ساری زمیں ہو اب فرشِ ماتم  
یہ آرزو ہے حسین کا غم

منا سکیں ہم بے خوف ہو کر  
ہو عالموں ذاکروں پہ آقا

ہمیشہ لطف و کرم کا سایا  
ہو ذکرِ خالق ہو ذکرِ مولّا  
رہیں سلامت محراب و منبر

یہ پوری خواہش ضرور کر دیں  
حجابِ غیبت کو دور کر دیں  
یہ التجا ہے ظہور کر دیں  
ہے آپ سے ملتس یہ کوشر

## I AM HUSSAINI SOLDIER

شاعر: ڈاکٹر ہلال نقوی

### I AM HUSSAINI SOLDIER

کربلا میری زباں ہے کربلا میرا سفر  
آج ہیں چاروں طرف کتنے یزیدی حکمراں  
ہر طرف پھیلی ہوئی ہے جابروں کی داستاں  
امنِ عالم پر اندھیروں کا ہے اک لشکر رواں  
وہ دیا لیکن جو روشن تھا سرِ نوکِ سنا  
اُس دیئے کی روشنی لیکر اُٹھے گی ہر نظر  
کوئی بھی اس ارضِ خاکی میں سُہر پاور نہیں  
بس سُہر پاور خدا ہے جس سے کچھ بڑھ کر نہیں  
جو خدا والے ہیں ان کو تو کسی کا ڈر نہیں  
سرِ بلندی کی قسم اس کا کوئی ہم سر نہیں  
جھک نہیں سکتا کسی بھی شمر کے آگے یہ سر

میری فتح حکم قرانی کی اک تعمیل ہے  
 یہ مری تعمیر ہے اس سے مری تشکیل ہے  
 مقصد ہستی مرا ہر جبر کی تذلیل ہے  
 جبر کی تاریخ امریکہ و اسرائیل ہے

مرد حق ہے بس وہی ان پر جو ہے سینہ سپر

کب بھلا میں وحشیوں اور جابروں کیساتھ ہوں

حق مری میراث ہے کیوں قاتلوں کیساتھ ہوں

میں حسینی سولجر ہوں ساتھیوں کیساتھ ہوں

صبر میری زندگی میں صابروں کیساتھ ہوں

کٹ تو سکتا ہے مگر اب جھک نہیں سکتا یہ سر

قائدِ دوراں ہے نصر اللہ نصرت ساتھ ہے

متحد ایسے ہیں یہ پوری ریاست ساتھ ہے

یہ امامت کے مقلد ہیں امامت ساتھ ہے

یہ شہادت سے نہیں ڈرتے شہادت ساتھ ہے

موت پر گرتے ہیں یہ ہے موت خود ان کی سپر

سارے سنی سارے شیعہ متحد ہوں گے اگر  
ملتِ اسلام پر ہوگا نہ باطل کا اثر  
ایک ہی رستہ ہمارا ایک ہی فکر و نظر  
میں حسینی سولجر ہوں تم حسینی سولجر  
کربلا سب کے لیے ہے ایک فکرِ معتبر

اے ہلالِ اک جذبہٴ صادق مری پہچان ہو  
شان گھٹ سکتی نہیں جذبہٴ عظیم الشان ہو  
ہر نفس پیشِ نظر ایران ہو لبنان ہو  
کاش اس جذبے کا محور میرا پاکستان ہو  
میری اس مٹی پہ ہواے کاش مولا (ع) کی نظر

## اے میرے برادرِ ایمانی!

شاعر: پروفیسر سبط جعفر

مت غیر سے اپنی یاری رکھ اے میرے برادرِ ایمانی  
 مت مومن سے ناراضی رکھ اے میرے برادرِ ایمانی  
 زہراً کو امامِ زمانہؑ کو ممکن ہے کہ اسی سے صدمہ ہو  
 مت مومن سے ناراضی رکھ اے میرے برادرِ ایمانی  
 جب بات کرے نامحرم سے یا سامنے آجائے تیرے  
 تو اپنی نگاہیں نیچی رکھ اے میرے برادرِ ایمانی  
 اعمال و عقائد اپنی جگہ حلیہ بھی تو ہو مومن جیسا  
 مونچھیں کم کر اور ڈارھی رکھ اے میرے برادرِ ایمانی  
 ننگراں ہیں امامِ زمانہؑ تجھ پر تقلید بھی کر ماتم بھی کر  
 دشمن پہ نگاہیں گہری رکھ اے میرے برادرِ ایمانی  
 بن سکتا نہیں قنبرؑ، فضہؑ پر سوچ تو ہے شیعہ کس کا؟  
 کچھ لاج، علیؑ و بتولؑ کی رکھ اے میرے برادرِ ایمانی  
 مت ردِ عمل کی پروا کر اے شاعرِ حق سبط جعفر  
 تو کوششیں اپنی جاری رکھ اے میرے برادرِ ایمانی

## اے فرشتوں مجھے کربلا لے چلو

شاعر: سرفراز آباد

اے فرشتوں مجھے کربلا لے چلو

میں دُعا ہوں لحد سے اٹھا لے چلو

اپنے مولّا کے قدموں کو چوموں گا میں

فرش سے عرش کو آج چھو لوں گا میں

یہ عبادت تو ہرگز نہ بھولوں گا میں

تم کو اللہ کا واسطہ لے چلو

حق کا داعی ہوں میں تم کو معلوم ہے

اک فدائی ہوں میں تم کو معلوم ہے

کربلائی ہوں میں تم کو معلوم ہے

میری میت یہاں سے اٹھا لے چلو

یہ لحد تو نہیں ہے ٹھکانہ میرا

یعنی اب ہے وہیں آب و دانہ میرا

بن گیا ہے وہیں آشیانہ میرا

یا نجف مجھ کو یا نینوا لے چلو



سر کے بل آج چلتا ہوا جاؤں گا  
 ہے ارادہ یہی سامرا جاؤں گا  
 میں خراساں، نجف، کربلا جاؤں گا  
 وہ جہاں ہیں مجھے اُس جگہ لے چلو  
 اللہ اللہ غازی کا رعب و حشم  
 سینہ آب پر اُس نے گاڑا علم  
 سوچا ساحل پہ یہ بحر اہلِ حرم  
 دوش پر رکھ کے یہ علقہ لے چلو  
 اے ابد میری جنت ہے کرب و بلا  
 میری مٹی میں ہے عشقِ آلِ عبّاس  
 کچھ نہیں چاہیے مجھ کو اُسکے سوا  
 سوئے دامانِ اہلِ کساء لے چلو

# علی خامنہ ای علی خامنہ ای

شاعر: آل محمد رزمی

علی خامنہ ای علی خامنہ ای

سدا نام سے جس کے لڑاں ہے شاہی

صفِ اہلِ باطل میں پھیلی تباہی

خدا نے ہے بخشی اسے دیں پناہی

امامِ زمانہ (عج) کا سچا سپاہی

شریعت کا پیرو تقدس کا پیکر

ہے بعد خمیہ یہی اپنا رہبر

وہی ہیں نگاہیں وہی اس کے تیور

دلاور، جری، صف شکن مرد و غازی

سدا اس کا شیوہ رہا دیں پرستی

مقدر میں دشمن کے لکھی ہے پستی

بسائی دلوں میں اخوت کی بستی

وہ ملت کا رہبر و دیں کا فدائی

یہ پیرو ہے دل سے حسین و حسن کا  
 وہی عزم محکم وہی جوش و جذبہ  
 رخ سامراج اس پہ حق کا طمانچہ  
 خدا نے عطا کی جسے سرفرازی  
 حسن نصر اللہ اور سب انکے ساتھی  
 مجاہد لقب سرفروش اور غازی  
 نگاہوں میں رہبر کے دیں کے سپاہی  
 لڑتا ہے ان سے ہر اک سامراجی  
 وہ احمد نژاد اہل حق مرد آہن  
 یہود و نصاریٰ سبھی اسکے دشمن  
 دیارِ امام رضا جس کا مسکن  
 اس حق آشنا پر کرم یا الہی  
 یہ قائد ہے وہ جس کا حامی زمانہ  
 ہے ایران اسلام کا آشیانہ  
 زمانہ اسے چاہتا ہے مٹانا  
 عطا ہو اسے ہر قدم کامیابی

بفیضِ امامِ رضاؑ اے خدایا  
ہمیشہ رہے سر پہ رہبر کا سایہ  
ہے رزّی ہماری زباں پہ یہ نعرہ  
فقیری میں مولاؑ کرے بادشاہی

## کربلا کے راستے کے راہیوں میں ہیں

شاعر: قمر حسنین قمر

کربلا کے راستے کے راہیوں میں ہیں  
ہم امامِ عصرؑ کے سپاہیوں میں ہیں  
ناصرانِ حجّتِ خدا ہیں یوں رواں  
ساتھ ہے مدینہ اپنے جائیں ہم جہاں  
مشہدِ زماں سفر ہے سامرہ مکاں  
کربلا کا آسماں نجف کی کہکشاں

انتقامِ کربلا ہے وقت کی پکار  
ہر یزیدِ وقت ہے ہمارا اب شکار  
بس امامؑ وقت کا ہے ہم کو انتظار  
سائے میں لئے چلے گی ہم کو ذوالفقار

اک غلامِ مرتضیٰ حسن ہے جس کا نام  
 بھاگتے ہیں اب بھی اُن سے خبیری تمام  
 دے رہا ہے داد جن کو وقت کا امام (ع)  
 اُس حسن کے لب پہ بس ہے ایک ہی کلام

ہم ہیں حق پہ اور شہادیں ہیں ہم کو راس  
 حُبِ مرتضیٰ یقین ہے شہ کا غم اساس  
 انتقامِ کربلا کی دل میں ہے جو آس  
 ہے بدن پہ کربلا کی خاک کا لباس  
 انتظار کا دیا جلا ہے العجل  
 دل کی دھڑکنوں نے کہہ دیا ہے العجل  
 خون سے قلم بھی لکھ رہا ہے العجل  
 آئیے امام (ع) یہ دُعا ہے العجل

سرنگوں ہے سامنے ہمارے ہر حشم  
 ہے سمندروں سے بڑھ کے اپنی چشمِ نم  
 اک علم ہے اپنا بس حسین کا علم  
 کچھ نہیں ہے غمِ قمر جو ہاتھ ہوں قلم

اپنے بھائیوں سے ہوں نہ جنگ اور جدال  
مت بچھاؤ ہر طرف منافقت کے جال  
جب امام (ؑ) آئیں تو نہ ہو ہمیں ملال  
ہر عمل کے ساتھ یہ رہے فقط خیال

ایک ہوں مومن خدا کی

شان و عظمت کے لیے

شاعر: پروفیسر حسن اکبر کمال

ایک ہوں مومن خدا کی شان و عظمت کے لیے

حرمتِ دین محمدؐ کی حفاظت کے لیے

شام ہو، ایران ہو یا ارضِ پاکستان ہو

ہو عراقی سر زمیں یا خطۂ لبنان ہو

لڑنے والا جو بھی باطل سے کہیں انسان ہو

ساتھ دے اُس کا ہر اک جو صاحبِ ایمان ہو

سرکُف ہو ہر گھڑی مومن شہادت کے لیے

جذبہ ایمان ماضی میں ہوا کرتا تھا ڈھال  
 اتحاد امتِ مسلم تھا دنیا میں مثال  
 منتشر ہیں اب مسلمان اس لیے آیا زوال  
 دن بدن باطل پہ غلبہ ہوتا جاتا ہے محال  
 حضرت حُجّت (ع)، مدد، ردِّ مصیبت کے لیے

اے مسلمان ہوش میں آ صاحبِ کردار بن  
 باخبر حالات سے ہو دیدہ بیدار بن  
 علم ہے میراثِ مومن تُو امانت دار بن  
 متحد ہو، راہ میں دشمن کی اک دیوار بن  
 ہے مثالِ اکبر و قاسم شجاعت کے لیے

جذبہ ایمان حزب اللہ جیسا چاہیے  
 سرورِ کونین کی رحمت کا سایا چاہیے  
 ذوالفقارِ حیدری پھر کار فرما چاہیے  
 پرچمِ عباس کے پنچے کا جلوہ چاہیے  
 اہل حق کے دشمنوں پر قہر قدرت کے لیے

مصطفیٰ کے نام لیوا ہیں اماموں کے غلام  
انتظار اُس دن کا کرتے ہیں حسین صبح و شام  
ہوں گے جب ظاہر نئی پاک کے ہمنام امام (ع)  
کر بلا کے سارے مظلوموں کا لیں گے انتقام

کاش ہم زندہ رہیں اُن کی زیارت کے لیے

صاف ہے حالات سے ظاہر وہ دن آنے کو ہے  
آفتابِ عدل و ایماں جلوہ فرمانے کو ہے  
نقشِ باطل صفحہٴ دنیا سے مٹ جانے کو ہے  
کون پھر قبلِ ظہور آمادہ مر جانے کو ہے؟

ہے دُعا اللہ سے تھوڑی سی مہلت کے لیے

اِذنِ مولّا سے لکھے جا اے کمالِ بے کمال  
عرضِ مدحت میں بسر کر زندگی کے ماہ و سال  
اُن کی خوشنودی ہنر تیرا کرے گی لازوال  
دل میں ہوتا مرگِ قُربا کی موڈت کا خیال

ہے یہی حکمِ نبیؐ اجر رسالت کے لیے



# SON OF ALI (A.S)

شاعر: آغا طہر

SON OF ALI (A.S)

SON OF HASSAN(A.S)

SON OF HUSSAIN(A.S)

WE ARE WAITING FOR YOU

یا ابن العلیؑ، یا ابن الحسنؑ، یا ابن الحسینؑ  
ہم آپ کے منتظر ہیں

(اے امام زمانہؑ دنیا میں ظلم و ستم پھر سے بڑھ گیا ہے)

(اے فاطمہ زہراؑ کے فرزند وقت کا ظالم پھر سے سراٹھا رہا ہے)

(اے علی مرتضیٰؑ کے لختِ جگر جلد از جلد ظہور فرمائیں)

(تاکہ ہم آپکے مددگار اور ناصران میں شامل ہو سکیں)

ظلم بڑھ گیا دنیا میں

اے مولّا آجائیں آجائیں

(اے امامِ زمانہؑ) اب نہ امامِ خمینیؑ اس دنیا میں  
موجود ہیں اور عارفِ حسینِ حسیؑ بھی ظالموں کے ظلم  
کا شکار ہو چکے ہیں اے امامِ زمانہؑ) سارے جہاں  
کے مظلومین آپکے منتظر ہیں جلد از جلد ظہور فرمائیں

اب حسینیؑ نہ ہیں خمینیؑ

رہبر فقط خامنہ ای ہے

(اے امامِ زمانہؑ) ہماری روتی آنکھیں آپکے پر نور

وجود کے دیدار کی منتظر ہیں اے امامِ زمانہؑ)

اپنے وجود سے سارے جہاں کو پُر نور فرمائیں

دیتی ہیں صدا روتی آنکھیں

جلد آئیں جلد آئیں

## خدا حافظ میری اماں

شاعر: گھائل میرٹھی

اٹھوں میں یا علیؑ کہہ کر مثالِ قمبرؑ و بوذر

ہو حرفِ حق میرے لب پر میں ڈھادوں ایٹمی خیر

مٹادوں ظلم کے ایوانِ دعا یہ دیجئے امتاں

سراپا عزم بن جاؤں فلسطیں لے کے دکھلاؤں  
 میں پاکستان کا پرچم سر کشمیر لہراؤں  
 بنام جذبہ ایماں دعا یہ دیجئے امّاں  
 برائے عظمت دیں ہو میرا جینا میرا مرنا  
 شہادت اپنا ایماں ہو تو پھر کیا موت سے ڈرنا  
 ہو پیہم نصرت یزداں دعا یہ دیجئے امّاں  
 یقین کی روشنی لے کر بڑھوں تاریک راتوں میں  
 مدد باطل سے کیوں مانگوں ہے اپنے دونوں ہاتھوں میں  
 قرآن و آل کا داماں دعا یہ دیجئے امّاں  
 مسلمانوں کی بستی پر ہے آگ و خون کی بارش  
 مسلمان متحد ہو تو یہودیت کی یہ سازش  
 ہو ہر اک گام پہ بے جاں دعا یہ دیجئے امّاں  
 خلاف دینِ حق ہے یہ استکبار کی دنیا  
 مسلمان کی صراطِ حق پہ ہے ایثار کی دنیا  
 ہم اپنے دیں پہ ہوں قرباں دعا یہ دیجئے امّاں

نظر القدس کی گھائل مسلمانوں کی جانب ہے  
ہے اس پہ قبضہ غاصب مدد کا تم سے طالب ہے  
مسلمان اس کے ہوں نگراں دعا یہ دیجئے امان

اے کربلا

شاعر: آغا اظہر

اے کربلا اے کربلا اے کربلا

تجھے آزاد کرانے ہم آرہے ہیں

تیری راہ میں ہم نے جیسی دیا

تیری راہ میں ہم نے نقویٰ دیا

تیری راہ میں ہم نے بہشتی دیا

تیری راہ میں ہم نے مطہریٰ دیا

سر بھی اپنا کٹانے ہم آرہے ہیں

عارفِ حسیّی سے وعدہ رہے گا  
 یہ کارواں یوں ہی بڑھتا رہے گا  
 نعرہ وفا کا لگاتا رہے گا  
 جامِ شہادت کو پینے ہم آرہے ہیں  
 ہم نوجوانانِ حسینی  
 ہم جاںِ بازاںِ حسینی  
 ہم لشکرِ عارفِ حسینی  
 دین کی کشتی چلانے ہم آرہے ہیں  
 مہدی (ع) کی نصرت بھی یاد رہے گی  
 حسینی شہادت بھی یاد رہے گی  
 حق کی حفاظت بھی یاد رہے گی  
 حسینی شہادت کو پانے ہم آرہے ہیں  
 آغا اظہر کربلا تم چلو  
 شہادت کا پھر سے سبق تم پڑھو  
 امامِ زماں (ع) سے یہ وعدہ کرو  
 کربلا کو آزاد کرانے ہم آرہے ہیں

## خدا حافظ خدا حافظ

شاعر: پروفیسر وفا کانپوری (مرحوم)

خدا حافظ خدا حافظ

اے میری ماں خدا حافظ

صدائیں آرہی ہیں کربلا سے

محبت ہے کسے دین خدا سے

کوئی ہے جو کرے پیاسے کی نصرت

دعائیں لے جناب فاطمہؑ سے

نبیؐ کا دیں بچانے جا رہا ہوں

خدا سے لو لگانے جا رہا ہوں

شہادت ہے فقط میراثِ مومن

زمانے کو بتانے جا رہا ہوں

اگر میت میری مقتل سے آئے

کوئی ہرگز نہ اشکِ غم بہائے

فقط ماتھے کو میرے چوم لینا

اگر حد سے سوا ممتا ستائے

# آج حزب اللہ جو لبنان کی پہچان ہے

شاعر: فرحت پختی

آج حزب اللہ جو لبنان کی پہچان ہے

اسکی قربانی میں شامل جذبہ ایمان ہے

آئے تھے ایران سے یہ دو مجاہد نامور

مصطفیٰ چمران تھے اور ایک موسیٰ صدر

بس کے دونوں نے بنائی مل کے ایک فوج زبر

آخرش جس نے کیا صیہونیوں کے بے اثر

خط لبنان اب مٹ کش ایران ہے

منتشر جب تک رہے دشمن سے یہ پٹے رہے

مرچکے تھے گو کہ پھر بھی نام کو جیتے رہے

متحد ہو کر اٹھے سارے غم جاتے رہے

حق کی نصرت کیلئے حق سے مدد پاتے رہے

ہاں یہی قرآن میں اللہ کا فرمان ہے

جذبہ شوقِ شہادت میں یہ شیرانِ عرب  
 دشمنوں کے بالتقابل ڈٹ گئے ہیں سب کے سب  
 کفر پر برسا رہے ہیں شعلہٴ غیض و غضب  
 اک فداکارانہ جذبہٴ موجزن ہے ان میں اب  
 راہِ حق کا ہر فدائی مصطفیٰ چمران ہے

ہو رہی ہیں آج دنیا میں جو دہشت گردیاں  
 اُڑ رہی ہیں ہر طرف انسانیت کی دھجیاں  
 کون ہے وہ کھیلتا ہے خون کی جو ہولیاں  
 ہو چکا ہے روزِ روش کی طرح اب تو عیاں  
 سب یہی کہتے ہیں امریکہ بڑا شیطان ہے

خیر مقدم موت کا کرتے ہو کیوں آہوں تلے  
 مسکراؤ آکے تم رحمت کی برکھاؤں تلے  
 زندگی ملتی ہے فرحتِ تیغ کی چھاؤں تلے  
 روند ڈالو اٹھ کے کشتِ کفر کو پاؤں تلے  
 دو قدم چل کر تو دیکھو زندگی آسان ہے



یہ جان حسینؑ کا صدقہ ہے

اسے مولّا پر ہی وارو تم

شاعر: علی وجدان

یہ جان حسینؑ کا صدقہ ہے اسے مولّا پر ہی وارو تم  
اسلام پہ مشکل وقت ہے یہ جاں دے کہ قرض اترو تم

ایثار گرانے عصر روا جرأت کی آنکھ کے تاروں تم

ہاں اثرِ حوادث خیز میں ہو پھر بھی نہیں ہمت ہارو تم

بے خوف خطر بے عذر ڈر اب باطل کو لکارو تم

ورشہ دارانِ عہد وفا یہ کیسی گھڑی ہے دنیا میں

حل من کی صدائے مظلومی پھر گونج رہی ہے دنیا میں

آقا ہم حاضر ہیں کہہ کر اب عہد وفا نکھارو تم

اس دور میں سارے عالم کی آنکھیں کب پترائیں ہوں گی

تاریخِ بشر میں کم ایسی مشکل گھڑیاں آئیں ہوں گی

وابستہ ولایت سے رہ کر یہ مشکل وقت گذارو تم

خطباتِ شام وکوفہ میں عاشور کا رنگ ابھارا تھا  
کیسی مشکل میں زینبؑ نے جلادوں کو لکارا تھا  
تمہیں قسم ہے دکھیا زینبؑ کی زینبؑ کا قرض اتار دو تم

## لبیک خامنہ ای

شاعر: فرحت پختی

لبیک خامنہ ای لبیک خامنہ ای  
حکمِ امامؑ دیں سے ہم ہیں تیرے فدائی

تو ہی ہمارا مرکز تو ہی ہمارا محور  
ہم کس لئے نہ مانیں واللہ تجھ کو رہبر  
مہدیؑ دیں کی تجھ کو حاصل ہے رہنمائی

تیری ہی رہبرؑ میں القدس جائیں گے ہم  
غاصب صیہونیوں سے اُسکو چھڑائیں گے ہم  
باطل سے اب ضروری ہے جنگ آزمائی

صد افتخار ہے تو دیں کا وقار ہے تو  
اس موسمِ خزاں میں تازہ بہار ہے تو  
فصلِ چمن ترے ہی دم سے ہے لہلہائی

قصر سفید و رنگین کوہ بلند و بالا  
عزمِ جواں کے آگے کیا چیز ہے ہمالہ  
ہو عزمِ گر مصمم کوہِ گراں ہے رائی

جینے کی آرزو میں گھر سے نکل پڑے ہیں

بارود کی زدوں پر سینہ سپر کھڑے ہیں

مضمر شہادتوں میں ہے لذتِ بقائی

ہو اذن تو مٹادیں شاہی کی سطوتوں کو

ہم خاک میں ملا دیں باطل کی نخوتوں کو

ہم لوگ مصطفائی کی ہم لوگ مرتضائی

اہلِ جہاں سمجھ لیں گر مقصدِ حسینی

بن جائے کعبۂ دل بس مشہدِ حسینی

ہر فرد ماتمی ہو ہر فرد کربلائی

مظلومیت نے فرحتِ زعمِ خودی کو توڑا

نورِ سحر نے آخرِ شب کو نگل کے چھوڑا

حق کے مقابلے میں باطل نے مات کھائی

## یا امام (ع)

شاعر: سرفراز آباد

یا امام (ع)      یا امام (ع)      یا امام (ع)

ہو جو آپ کا ظہور مشکلیں ہو سب کی دور

آپ کی زمین پر حشر ہو گیا بپا

کربلا کی بات کیا اب نجف ہے کربلا

ہر طرف سے آرہی ہے الامان کی صدا

رو رہی ہے کربلا آبدیدہ ہے۔ نجف

نصرتوں کے واسطے ہم کھڑے ہیں سر بکف

النجف کا شور ہے اس جہاں میں طرف

مر رہے ہیں بے گناہ مسجدیں ہیں قتل گاہ

مومنوں کے واسطے اب کہیں نہیں پناہ

التجا ہے آپ سے کیجئے بس اک نگاہ

ہر کوئی ہے بے قرار ہر نفس ہے انتشار

آپ کے بھی جاں نثار بٹ گئے ہیں بے شمار

آج اہل حق کو بس آپ کا ہے انتظار

اب تو آ بھی جائیے ورثہ دارِ ذوالفقار  
دامنِ زیست کردیا اہلِ حوس نے تار تار  
کیا آبد بیاں کرے جو قوم کا ہے حالِ زار

## انسانیت کا محسن

شاعر: پروفیسر وفا کانپوری (مرحوم)

انسانیت کا محسن یا صبر کا خدا ہے  
اکثر میں سوچتا ہوں میرا حسین کیا ہے

قول و عمل سے اپنے حیران کرنے والا  
راہِ خدا میں گھر بھر قربان کرنے والا  
نوکِ سناں پہ حق کا اعلان کرنے والا  
مثلِ رسولؐ سب پر احسان کرنے والا

اکثر میں سوچتا ہوں میرا حسین کیا ہے

روح الایمیں ادب سے جھولا جھلا رہے ہیں  
 خلدِ بریں سے رضواں ملبوس لارہے ہیں  
 اپنی زباں محمدؐ جسکو چُسا رہے ہیں  
 سجدے کو طول دے کر رُتبہ بتا رہے ہیں

اکثر میں سوچتا ہوں میرا حسین کیا ہے

کس نام سے پکارے کیا روپ اسے بشر دے  
 جو شامِ زندگی کو سرمایہٴ سحر دے  
 اک جنبشِ نظر سے کشکولِ سب کے بھر دے  
 راہب کو سات بیٹے فطرس کو بال و پر دے

اکثر میں سوچتا ہوں میرا حسین کیا ہے

جن و ملائکہ سے آدم نہ آدمی سے  
 وہ امتحاں دیا جو ممکن نہ تھا کسی سے  
 یہ معرفت بھی پائی سب نے حسین ہی سے  
 عزت کی موت بہتر ذلت کی زندگی سے

اکثر میں سوچتا ہوں میرا حسین کیا ہے

## اللہ مجھے لشکرِ مہدی (ع) سے ملا دے

شاعر: سرفراز آباد

اللہ مجھے لشکرِ مہدی (ع) سے ملا دے

ایسا نہ ہو آقا میرا اہلِ من کی صدا دے

نظروں کو میری لائق دیدار بنا دے

پردہ جو پڑا ہے میری آنکھوں پہ اٹھا دے

ہادیِ زماں (ع) کا رُخ پر نور دکھا دے

ہر ایک نشانِ کفر و ضلالت کا مٹا دوں

ہر راہ میں اک دیپِ صداقت کا جلا دوں

اس خیرِ عمل کی مجھے توفیقِ خدا دے

لکھ دے میری تقدیر میں مولا (ع) کی غلامی

حاصل مجھے ہو جائے یہ اعزازِ دوامی

ہر خواہشِ دنیا کو میرے دل سے مٹا دے

اسلامِ نظر آنے لگا چاکِ گریباں

آزادی سے پھرنے لگا پھر مرجپِ دواں

وارث کو محمدؐ کے کوئی کیسے صدا دے

شامل رہے لہجے میں صدا حرفِ صداقت  
شمشیر تلے میں بھی کروں کوئی عبادت  
اے کاش مجھے فاطمہ زہرہؑ یہ دعا دے

شبیرؑ کے انصار میں شامل ہو میرا نام  
جو حُر کا ہو محشر میں وہی ہو میرا انجام  
خاکِ قدمِ حضرتِ شبیرؑ بنا دے

خنجر کی زباں کاٹ دوں میں شہِ رگ جاں سے  
آوازِ فغاں آنے لگے تیر و کماں سے  
اک ایسا تبسم میرے ہونٹوں پہ سجا دے

دیکھوں نہ اگر اُٹھتے ہوئے پردہٴ غیبت  
آئیں جو میرے بعد یہاں حضرتِ حجت (ع)  
تربت میں آبد کوئی میرا شانہ ہلا دے



## مرتضیٰ ہے

شاعر: پروفیسر حسن اکبر کمال

خدا کی باتیں نبیؐ سے سن کر بتا گیا ہے وہ مرتضیٰ ہے  
جو دینِ حق کے رموز ہم کو سکھا گیا ہے وہ مرتضیٰ ہے

بلند دوشِ نبیؐ پہ ہو کر بتوں کو جس نے فنا کیا تھا  
اُسی کو اک دن نبیؐ نے اعزازِ کلِ ایماں عطا کیا تھا  
جو خانہٴ حق سے نقشِ باطل مٹا گیا ہے  
وہ مرتضیٰ علیہ السلام ہے

وہ جس نے انگلی کے اک اشارے سے بابِ خیر اٹھالیا تھا  
ہر ایک شہِ زور کو عرب کے تو خاکِ ریزہ بنا دیا تھا  
وہ جس کے نعرے کا خوف دشمن پر چھا گیا ہے  
وہ مرتضیٰ علیہ السلام ہے

اُحد سے خیبر غدیر و خندق وہاں سے صحرائے کربلا تک  
حفاظتِ مصطفیٰؐ سے لیکر عقیل و عباسؑ کی وفا تک  
جو شیر یزداں خدا کا جلوہ دکھا گیا ہے  
وہ مرتضیٰ علیہ السلام ہے

حبیبؐ سے ہم کلام ہونے کا تھا جو معراج میں ارادہ  
 کیا خدا نے بلا تکلف علیؑ کے لہجے سے استفادہ  
 نوا میں جس کی خدا کا لہجہ سما گیا ہے  
 وہ مرتضیٰؑ ہے

غدير خم میں ہوا یہ ثابت کہ کون ہے جانشین نبیؐ کا  
 نبیؐ بہ حکم خدا جہاں کو بتا گئے مرتبہ علیؑ کا  
 زبانِ مولاً سے جس کو مولاً کہا گیا ہے  
 وہ مرتضیٰؑ ہے

قصیدہ لکھا کمال میں نے کہ یہ ہنر تو ہے فیضِ مولاً  
 ہے اہل ایمان و علم و دانش علیؑ کا جو بھی ہے نام لیوا  
 جو ذہنِ انساں میں شمعِ دانش جلا گیا ہے  
 وہ مرتضیٰؑ ہے